

بیادگار: حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

خوانین کا ترجمان

لکھنؤ

ماہنامہ  
RIZWAN  
MONTHLY

جلد نمبر ۶۱

شمارہ نمبر ۸

اگست ۲۰۱۷ء

سالانہ زر تعاون

برائے ہندوستان : ۲۰۰ روپے  
غیر ملکی ہوائی ڈاک : ۳۵ امریکی ڈالر  
فی شمارہ : ۲۰ روپے  
لائف ٹائم خریداری : ۸۰۰۰ روپے

نوٹ

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل صاف پتہ ضرور لکھیں، اگر مدت خریداری کے ختم ہونے کے وقت کی پرہی پڑی چٹ پرگی ہو تو براہ کرم مدت خریداری ختم ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں۔ (ٹیجر)

ایڈیٹر

محمد حمزہ حسنی

مجلس ادارت

میونہ حسنی عائشہ حسنی  
جعفر مسعود حسنی محمود حسن حسنی

ذراعت پور RIZWAN MONTHLY لکھنؤ

ذراعت اور خط و کتابت کا پتہ

Rizwan (Monthly)

172/54, Mohammad Ali Lane  
Gwynne Road Lucknow

Pin:226018- Mobile: 9415911511

ماہنامہ رضوان

۱۷۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ

پن کوڈ: ۲۲۶۰۱۸ - موبائل: ۹۴۱۵۹۱۱۵۱۱

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے نظامی آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا



# فہرست مضامین



- اپنی بہنوں سے ..... مدیر ..... ۵
- حدیث کی روشنی میں ..... ائمۃ اللہ تسنیم ..... ۶
- عبادت میں تجارت ..... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ..... ۸
- نمازیوں کیلئے تین بشارتیں ..... ترجمہ: طارق نورالہی ..... ۱۲
- نفس لوامہ: خیر و شر کی کسوٹی ..... پروفیسر مفتی نبیب الرحمن ..... ۱۵
- غیر مسلموں میں دعوت ..... ترتیب: عبدالعزیز ..... ۱۷
- زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟ ..... ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی ..... ۲۰
- اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت ..... مفتی محمد عبداللہ قاسمی ..... ۲۳
- دل کا کوئی حال ہوان کو دلربا کہوں ..... پروفیسر محسن عثمانی ندوی ..... ۲۶
- رمضان المبارک اور غزوة بدر ..... مولانا محمد منصور احمد ..... ۲۸
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... مولانا محمد نجیب قاسمی ..... ۳۲
- اخلاص نبوی کے سنہرے واقعات ..... عبدالملک مجاہد ..... ۳۶
- سوال و جواب ..... مفتی راشد حسین ندوی ..... ۳۹
- آخری صفحہ ..... مولانا قمر الزماں ندوی ..... ۴۱



# اپنی بہنوں سے

اللہ کے گھر جانے والے اللہ کے مہمان سفر کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ اس مبارک سفر پر جانے والے ایسے خوش نصیب ہیں جن پر قسمت بھی رشک کرتی ہے۔ اور تمام اہل خاندان اہل محلہ جانے والے سے دعا کی درخواست کرتے ہے اور نم آنکھوں سے بیت اللہ کے مسافر کو رخصت کرتے ہیں۔

ایسے مبارک سفر پر جانے والوں کو اس مبارک سفر کی پوری تیاری کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے اپنی نیت کی درستی کرتے ہوئے اس سفر کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے مخصوص کرنا چاہئے اور اس کو دنیاوی اغراض سے پاک و صاف کرنا چاہئے کیونکہ اگر دنیا اس میں شامل ہو جائے گی تو اس سفر کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

سفر حج پر جانے والے مسافروں کو چاہئے کہ سفر کی پوری تیاری کریں، حج و عمرہ کے تمام مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین کریں تاکہ کوئی ایسی غلطی نہ سرزد ہو جس سے حج پر فرق پڑے بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی فوری اصلاح ہو سکتی ہے اور بعض ایسی ہوتی ہیں جن سے حج ہی فوت ہو سکتا ہے اس لئے ضروری ہے حج پر لکھی گئی کوئی مستند کتاب مسلسل مطالعہ میں رکھی جائے، نیز علماء کرام سے بھی استفادہ کیا جائے۔

ایک پہلو جو حج کے سلسلے میں قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ مختلف اغراض و مقاصد کے لئے حج کرنے والوں کی کثرت ہے اس سے فرض حج ادا کرنے والوں کے لئے بڑی دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں اور حج کا تقدس بھی پامال ہو رہا ہے، اس کی نیک نامی اور شہرت کو نقصان پہنچ رہا ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

امام غزالیؒ اپنی زندہ جاوید کتاب ”احیاء علوم الدین“ میں اس نفل حج اور دنیاوی مقاصد سے بار بار حج کرنے کے رجحان پر بڑی حقیقت پسندانہ تنقید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”ان دولت مندوں میں بہت سے لوگوں کو حج پر روپیہ صرف کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے وہ بار بار حج کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے صحیح فرمایا کہ اخیر زمانہ میں بلا ضرورت حج کرنے والوں کی کثرت ہوگی۔ سفر ان کو بہت آسان معلوم ہوگا، روپیہ کی ان کے پاس کمی نہیں ہوگی وہ حج سے محروم اور تہی دست واپس آئیں گے۔ وہ خود ریتوں اور چٹیل میدانوں میں سفر کرتے ہوں گے اور ان کا ہمسایہ ان کے پہلو میں گزرتا رہتا رہتا ہوگا اس کے ساتھ کوئی سلوک اور غمخواری نہ کریں گے۔“



امۃ اللہ تسنیم

آپ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کی محبت تم کو جنت میں لے جائے گی۔ (ترمذی) معوذتین

# قرآن کی فضیلت

## سورہ فاتحہ کی فضیلت

حضرت ابوسعید، رافع بن معلیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں مسجد سے نکلنے کے پہلے تم کو قرآن مجید کی بڑی عظمت والی سورہ تعلیم کروں گا، پھر جب مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تجھ کو قرآن شریف کی بڑی سورہ تعلیم کروں گا، آپ نے فرمایا الحمد لله رب العالمین۔ یہ سبح المثنیٰ (سبح المثنیٰ اور قرآن عظیم سے مراد سورہ فاتحہ ہے) اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے۔ (بخاری)

## سورہ اخلاص

حضرت ابوسعید خدریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم اس کی جس کے قبضہ میری جان ہے یہ سورہ تہائیٰ قرآن کے برابر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا

تم میں سے ہر ایک فرد رات کو ایک تہائیٰ قرآن پڑھنے سے عاجز ہے۔ صحابہ کرام کو بہت ہی مشکل معلوم ہوا عرض کیا یا رسول اللہ کون اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تہائیٰ قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدریٰ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو بار بار قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا تو اس نے صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا (گویا وہ اس کو کم سمجھتا تھا اس لئے چھوٹی سمجھ کر بار بار پڑھتا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ سورہ تہائیٰ قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کے حق میں فرمایا کہ یہ سورہ تہائیٰ قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ سے محبت ہے

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے ان آیتوں کو دیکھا ہے جو اس رات اتری ہیں ان کے برابر کسی نے کبھی نہیں دیکھا وہ قُلْ أَعُوذُ بِذِي الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِذِي النَّاسِ ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن اور انسان کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے لیکن جب سے معوذتین (معوذتین) قُلْ أَعُوذُ بِذِي الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِذِي النَّاسِ ہیں) نازل ہوئیں آپ نے ان کو پکڑ لیا اور سب کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی)

## سورہ ملک

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں ایک سورہ تیس آیت کی ہے۔ اس نے اپنے پڑھنے والے کے لئے ایسی شفاعت کی کہ وہ بخش ہی دیا گیا۔ وہ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

## سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں

حضرت ابوسعید خدریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کی دو آیتیں رات کو پڑھ لیا

کرے تو اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔  
(یعنی رات کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا یا  
تجربہ کی نماز کا بدل ہو جائے گا)۔

### سورۃ بقرہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں  
کو قبرستان (مطلب یہ کہ تم مردوں کی طرح نہ  
رہو جیسے وہ پڑے رہتے ہیں تم بھی پڑے رہو کہ  
نہ خدا کا ذکر کرو نہ عبادت کرو نہ قرآن پڑھو)  
نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس  
میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

### آیت الکرسی

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اے ابوالمہدی تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس  
اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت بڑی  
عظیم الشان ہے میں نے عرض کیا اَللّٰهُ لَا  
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ یعنی آیت  
الکرسی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے  
سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوالمہدی تمہارا  
علم تم کو مبارک ہو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی  
زکوٰۃ یعنی صدقہ عید الفطر وغیرہ کی حفاظت  
میرے سپرد کی، پس ایک شخص آیا اور غلہ بھر کر  
لے جانے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا  
کہ میں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں محتاج

ہوں، عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت ہے  
تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں  
حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
اے ابو ہریرہؓ گزری ہوئی رات میں اپنے  
قیدی کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ میں نے عرض  
کیا یا رسول اللہ اس نے ضرورت ظاہر کی اور  
عیال دار ہونے کی شکایت کی تو مجھ کو رحم آ گیا  
اور میں نے چھوڑ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا وہ تم سے جھوٹ بولا عنقریب پھر  
آئے گا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
فرمانے سے سمجھ گیا کہ وہ ضرور آئے گا تو میں  
اس کا منتظر رہا۔ خیر وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا،  
میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا تجھ کو رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا، اس نے  
کہا مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں عیال کی  
پرورش میرے ذمہ ہے، مجھے اس پر رحم آ گیا  
اور میں نے چھوڑ دیا۔ صبح جب میں حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ  
گزشتہ رات تو نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا  
کیا، میں نے گزارش کی یا رسول اللہ اس نے  
اپنی محتاجی اور عیال کی ذمہ داری کی شکایت کی  
کہ مجھے ترس آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا،  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تم سے  
جھوٹ بول گیا عنقریب وہ پھر آئے گا،  
میں نے پھر اس کا انتظار کیا۔ تیسرے بار وہ  
آیا اور غلہ بھر بھر کر لینے لگا، میں نے پھر اس  
کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اب میں تجھ کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور لے  
چلوں گا یہ تیسری بار ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں  
نہ آؤں گا اور پھر آتا ہے۔ اس نے کہا اگر تم  
مجھ کو چھوڑ دو گے تو میں تم کو ایسے کلمات  
سکھا دوں گا جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تم  
کو نفع دے گا۔ میں نے پوچھا وہ کون سے  
کلمات ہیں۔ کہا جب تم اپنے بستر پر سونے  
کی نیت سے لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو،  
تو اللہ تعالیٰ برابر تمہاری نگہبانی فرمائے گا اور  
شیطان صبح تک تم سے قریب نہ ہوگا، تو میں  
نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح کو میں رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات تمہارے  
قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول  
اللہ اس نے مجھ سے دعویٰ کیا کہ وہ مجھے  
ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ مجھے نفع  
پہنچا دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا، آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون سے  
کلمات ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے  
بتایا کہ جب بستر پر سونے کے ارادہ سے لیٹو  
تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری  
نگہبانی فرمائے گا اور صبح تک شیطان کا  
تمہارے پاس گزرنہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا، مگر بات اس  
نے سچی کہی۔ اے ابو ہریرہؓ جس سے تم تین  
راتوں سے مخاطب ہو رہے ہو، جانتے ہو وہ  
کون ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے نہیں  
معلوم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ  
شیطان ہے۔ (بخاری)

# عبادت میں تجارت

## عبادتوں سے تجارتی فوائد اٹھانا

اعتبار کرنے کے ہیں، اس لئے عام طور پر عربی لغت کے ماہرین نے اس کا ترجمہ خضوع اور دل سے کیا ہے۔ (مفردات القرآن، 318، صحاح اللغویہ ہری 502/2، لسان العرب، 2704/3) ایک بڑے صاحب علم علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ عبادت ایسے افعال کا نام ہے کہ جس سے آخری درجہ معبود کے سامنے اپنی کمتری، عاجزی، جھکاؤ اور نیاز مندی کا اظہار ہو کہ اس عمل سے بڑھ کر کسی اور عمل سے اس جذبہ کا اظہار ممکن نہ ہو۔ (التوقیف علی مہمات التعریف للمناوی، ص: 234) عبادت میں جہاں اللہ کے سامنے عجز کا اظہار ضروری ہے، وہیں اللہ سے حد درجہ محبت اور دل میں اللہ کی غیر معمولی چاہت کا احساس بھی ضروری ہے، اسی لئے علامہ ابن القیم فرماتے ہیں کہ عبادت ایسے عمل کا نام ہے، جس میں آخری درجہ کی محبت بھی ہو اور آخری درجہ کا جھکاؤ بھی: "العبادة تجمع اصلین: غاية الحب وغاية الدل والخضوع." (مدارج السالکین 85-86)

لہذا وہ اعمال عبادت میں شامل ہیں جو خاصۃ اللہ کے لئے ہی کئے جاتے ہیں، جس عمل کو کسی بندے کے لئے نہیں کیا جاسکتا، جیسے: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی، سجدہ، تلاوت، دعاء، نذر وغیرہ۔ جو افعال اللہ کے لئے بھی کئے جاسکتے ہیں اور انسانوں کے لئے بھی، اگر ان کو بہتر نہایت

ہیں اور اللہ نے انسان و جنات کی یہ بستی اس لئے بسائی ہے کہ یہ سب خدا کی عبادت کریں: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔" (الذاریات: 56) ہر نبی نے اپنی تعلیمات میں انسانیت کو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے اور اس کے طریقے بتائے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے عبدیت کو اس کے اوج کمال پر پہنچادیا، عبادت کی مقدار بھی بڑھائی گئی اور عبادت کی کیفیت میں بھی اضافہ کیا گیا، نیز جس تفصیل سے عبادت کا طریقہ و سلیقہ اور اس کے آداب و احکام شریعت محمدی میں بتائے گئے، کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، ہر عبادت بندگی اور نیاز مندی کا مظہر، جھکاؤ اور بچھاؤ کی کیفیت سے معمور، اللہ سے مانگنے اور ہاتھ پھیلانے کی کوشش اور انسانی زندگی کے لئے دروس عبرت سے معمور۔

عبادت کے اصل معنی اللہ کے سامنے اپنی ذلت اور کمتری کے اظہار کے ساتھ بے حد جھکاؤ اور آخری درجہ تواضع

ایک انسان کی اپنے خالق و مالک سے جو نسبت ہے، اس میں سب سے اہم نسبت عبدیت اور بندگی کی ہے، انسان عبد ہے اور اللہ تعالیٰ معبود ہیں۔ انسان بندہ ہے اور اللہ کی ذات بندگی کی مستحق ہے، انسان غلام ہے اور اللہ اس کے آقا ہیں، یہ غلامی کی نسبت انسان کے لئے تخفیر نہیں ہے، بلکہ اس میں اُس کی توقیر اور اعزاز و اکرام ہے، اسی لئے واقعہ معراج کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنے بندے کے لفظ سے کیا ہے: "سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (بنی اسرائیل: 1) جیسے بیٹے کو اس سے زیادہ اور کوئی خطاب محبوب نہیں ہو سکتا کہ اس کا باپ اس کو بیٹا کہہ کر مخاطب کرے اسی طرح کسی بندے کے لئے اس سے بڑھ کر اعزاز نہیں ہو سکتا کہ خود کائنات کا خالق و مالک "بندہ" کہہ کر اپنے آپ سے اس کی نسبت کو ظاہر کرے۔

انسان اپنی بندگی کا اپنے عمل کے ذریعہ اقرار کرے، اسی کو "عبادت" کہتے

سے کیا جائے، اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مقصود ہو تو انشاء اللہ وہ بھی اجر و ثواب کا باعث ہوگا؛ لیکن وہ اصل میں طاعت ہے، حقیقی معنوں میں وہ عبادت نہیں ہے، عربی زبان کے ایک ماہر علامہ ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ عبادت اور طاعت کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کی جاسکتی ہے، لیکن طاعت اللہ کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ (الفرق فی الملتہ: 182)

عبادت کا ایک بنیادی حکم یہ ہے کہ وہ اجر کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ اجرت کے لئے، اس کا بدلہ آخرت ہی میں دیا جاسکتا ہے، دنیا کے بدلے کے لئے اس عمل کو نہیں کیا جاسکتا، انبیاء کرام اپنی خاص حیثیت کے اعتبار سے ہر کام اللہ کے لئے کرتے تھے اور اللہ کے حکم سے ہی کرتے تھے، اسی لئے قرآن نے مختلف انبیاء کی زبان سے کہلایا: **إِن أُجِرْتُمْ إِلَّا عَلَى اللَّهِ**۔ (ہود: 29) میرا اجر صرف اللہ ہی پر ہے، جب کوئی کام دنیا میں بدلے کے لئے کیا جائے تو پھر وہ تجارت بن جاتا ہے، اور عبادت و تجارت کے مقاصد بالکل الگ ہیں، اسی لئے عبادت کے لئے مخصوص جگہ پر تجارت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کی عبادت کے لئے ہی بنائی گئی ہیں، چنانچہ مسجد میں خرید و فروخت اور کاروباری گفتگو سے منع

کیا گیا ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ کسی کی کوئی چیز گم ہوئی ہو تو وہ مسجد میں اس کا اعلان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس طرح کا اعلان مسجد میں کرے تو کہہ دو کہ تمہاری چیز نہ ملے۔

اسی لئے فقہاء کا عمومی نقطہ نظر یہ ہے کہ جو افعال مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، جیسے: نماز، روزہ، حج، تلاوت قرآن، جہاد، ان پر اجرت لینا جائز نہیں، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے جو آخری وعدہ لیا، وہ یہ کہ اگر میں مؤذن مقرر کیا جاؤں تو اذان پر اجرت نہیں لوں۔ (ترمذی بہ تحقیق احمد محمد شاہک۔ 4310/1)، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھنا اور لکھنا سکھایا، مجھے پڑھنے والوں میں سے ایک نے ایک کمان تحفہ میں دی، میں نے سوچا کہ یہ خاص مال تو ہے نہیں، میں اسے جہاد میں استعمال کروں گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہ بات پسند آتی ہو کہ اللہ تمہیں آگ کی کمان پہنائے تب قبول کرو۔ (ابوداؤد مع عمود: 276/3) صحابی رسول حضرت عبدالرحمن بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن مجید پڑھو، مگر اس میں غلو نہ کرو اور نہ اس کو کھانے اور دولت میں اضافے کا ذریعہ بناؤ۔ "ولا تکلوا بہ ولا تستنکثروا بہ۔" (فیض القدر: 2/64 بہ حوالہ مسند احمد)

یہ اور بات ہے کہ عبادت سے متعلق بعض افعال ایسے ہیں جن میں عمل کے ساتھ ساتھ وقت کی بھی ضرورت ہے، جیسے نماز کہیں بھی پڑھی جاسکتی ہے، اتفاق سے اگر کسی نے کہیں نماز کی امامت کر دی اور ایک جماعت نے اس کے پیچھے نماز ادا کر لی تو اس میں کچھ زیادہ وقت کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کسی کو خاص مسجد میں امام مقرر کیا جائے تو وہ اس وقت کا پابند ہو جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات پانچ وقت کی امامت میں انسان کا پورا وقت گھر جاتا ہے، اسی طرح ایک صورت تو یہ ہے کہ اتفاقاً کوئی آئے اور آپ کے پاس قرآن کی کوئی آیت پڑھ لے، یا اپنے بڑوسی کو چند آیات پڑھادیں اور قرآن کی صحیح کر دیں تو اس میں انسان کا وقت اس طرح گھر نہیں جاتا کہ وہ کسب معاش کا کوئی اور ذریعہ اختیار نہ کر سکے، اس لئے ایسے اعمال پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مستقل طور پر ایک مدرس کی حیثیت سے قرآن اور اسلامی علوم کی تعلیم دے، اور مقررہ وقت اس میں لگایا کرے، جس کی پابندی اس پر

لازم ہو تو پھر اس کا وقت اس عمل کی وجہ سے مشغول ہو جاتا ہے، اس لئے ایسی صورت میں علماء اہلسنت میں سے امام مالک و امام شافعی نے اجرت لینے کی اجازت دی ہے اور جب حکومتوں کی طرف سے ائمہ اور معلمین کا انتظام باقی نہ رہا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ ہر وقت امامت کی صلاحیت کے حامل ائمہ کا ملنا دشوار ہو گیا، مسلمان بچے اور بڑے قرآن کی تعلیم سے محروم ہونے لگے تو فقہاء احناف اور حنابلہ میں سے بعد کے لوگوں نے ان کاموں پر اجرت لینے کی اجازت دے دی، کیونکہ یہ کام کی اجرت نہیں ہے، وقت کی اجرت ہے، اور وقت کی اجرت لینا جائز ہے۔

اسی طرح فقہاء نے حج پر اجرت لینے یا جہاد پر اجرت لینے کو منع کیا ہے، کیونکہ یہ سب عبادت ہے اور عبادت خالصہ لوجہ اللہ ہونی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہجرت بھی اہم عبادت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان کر دیا کہ جو اللہ اور رسول کے لئے ہجرت کرے گا، اس کا یہ عمل باعث اجر بنے گا اور جو کسی اور مقصد کے لئے ترک وطن کرے گا، وہ ہجرت کے ثواب سے محروم رہے گا، کیونکہ اس کا یہ وطن چھوڑنا اللہ اور رسول کے لئے نہیں ہے، مشہور محدث امام بخاریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب بخاری شریف کا آغاز اسی حدیث سے کیا ہے، غرض کہ

عبادت پر عبادت کا رنگ باقی رہنا چاہئے، خود عبادت کرنے والوں کا بھی یہی رویہ ہونا چاہئے اور دوسرے مسلمانوں کا بھی۔

بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں ایک خاص رجحان عبادتوں سے تجارتی فوائد اٹھانے کا بنتا جا رہا ہے، ایصال ثواب کا درست ہونا حدیث سے ثابت ہے اور سوائے بعض اہل علم کے علماء اہلسنت کا اتفاق ہے کہ تلاوت قرآن کے ذریعہ بھی ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، مگر اس پر اجرت کا لینا جائز نہیں، مشہور حنفی عالم علامہ شامیؒ نے خوب لکھا ہے کہ اگر تلاوت قرآن اجرت کے عوض ہو تو اس عمل میں اخلاص باقی نہیں رہا اور جو عمل اخلاص سے خالی ہو وہ کارِ ثواب نہیں ہو سکتا، تو جب یہ عمل خود لائق ثواب نہیں رہا تو دوسروں کو اس کا ثواب کس طرح پہنچایا جاسکتا ہے؟ اس لئے ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں، مگر صورت حال یہ ہے کہ آج کل مسلم معاشرہ میں اس کی اجرت متعین کی جاتی ہے اور کہیں کہیں تو اس کے لئے گروپ بنے ہوئے ہیں اور وہ باضابطہ بھاد تاؤ کرتے ہیں، یہ واضح طور پر عبادت کو تجارت کی شکل دیتا ہے۔

تراویح کی نماز میں قرآن مجید کا ختم کرنا واجب نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ سنت ہے، اب بجز اللہ حافظ کرام کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ بڑی آسانی سے شہر سے

گاؤں تک حفاظ میسر آ جاتے ہیں، اگر تراویح پڑھانے والے کی طرف سے اجرت کا مطالبہ نہ ہو، بلکہ انکار ہو اور اس کی نیت ایسی خالص ہو کہ اگر اس کو کوئی اجرت نہیں ملے، تب بھی وہ نماز پڑھائے گا، اس کے باوجود لوگ اپنی طرف سے ایک حافظ قرآن کی خدمت کی نیت سے ہدیہ پیش کر دیں تو پیش کرنے والوں کے لئے سعادت اور اس حافظ کا قبول کرنا جائز ہے، لیکن حافظ کی طرف سے اس کا مطالبہ کرنا اور دونوں فریقوں کا مل کر اجرت تراویح ملے کرنا یہ یقیناً عبادت کو تجارت کے درجے میں لے آتا ہے اور قرآن مجید کے احترام کے مغاثر ہے۔

رمضان المبارک میں عام طور پر فروٹ کا استعمال بڑھ جاتا ہے اور فروٹ کے تاجروں میں بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے، ان کا روزہ داروں کے ہاتھ فروٹ بیچنا اور اس پر مناسب منافع لینا جائز ہے، لیکن عملی صورت حال یہ ہے کہ اس میں روزہ داروں کا استحصال کیا جاتا ہے، مثلاً ایک تربوز اگر 25 شعبان کو 30 روپے کا ہو تو پہلی رمضان سے اس کی قیمت 100 روپے کر دی جاتی ہے اور عید ختم ہوتے ہی پچھلی قیمت بحال ہو جاتی ہے، یہی حال بقرعید کا ہے، جانوروں کے مسلمان تاجر عید الاضحیٰ کے کچھ پہلے سے قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کر دیتے ہیں،

قصاب حضرات قربانی کے دنوں میں دو گنا اور تین گنا پیسہ وصول کرتے ہیں، 12 ذی الحجہ کے بعد پھر قیمت اور اجرت معمول پر آ جاتی ہے، بعض حضرات نے تو اجر و ثواب کے اس موسم کو تجارت اور انویسٹمنٹ کا سنہرا موقع بنا لیا ہے دو ہفتہ کے لئے سرمایہ لگاتے ہیں اور کئی گنا نفع حاصل کرتے ہیں۔

نہیں کرتی ہے، لیکن نہ معلوم کہاں سے اس میں کرپشن داخل ہو گیا ہے، لوگ رشوت دے کر حج کے دیزے خریدتے ہیں، جو قطعاً ناجائز ہے، اسی طرح بعض ٹورس ان ویزوں کو فروخت کرتے ہیں، جو انہیں الاٹ ہوا ہے، حالانکہ یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

کاموں کو بھی خلاصہ تجارتی مقصد کے تحت انجام دیتے ہیں، نیز لوگوں کے سامنے اپنی تصویر کچھ اس طرح کی پیش کرتے ہیں کہ گویا وہ دین کے خدمت گزار اور اپنے مسلمان بھائیوں کے بچے بھی خواہ ہیں، اس سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے، ضرورت تو یہ تھی کہ ہم اپنی تجارت کو عبادت بنا لیتے، یعنی اس میں اللہ کی رضا کا جذبہ شامل رکھتے، کم نفع لیتے، لوگوں کو سہولت بہم پہنچاتے، کچھ اجرت حاصل کرتے اور کچھ اجر کے امیدوار رہتے، نہ یہ کہ ہم عبادت کو تجارت کا رنگ دے دیں اور حصول اجر و ثواب کے مواقع کو کسب معاد کے بجائے خالص کسب معاش کا ذریعہ بنالیں۔ وباللہ التوفیق۔

ان سب کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایک طبقہ میں مال و متاع کی حرص اور مادیت اس قدر پیدا ہو گئی ہے کہ وہ ہر کام میں اور ہر قیمت پر زیادہ سے زیادہ پیسے حاصل کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے عبادتوں کے انجام دینے اور اس کے وسائل فراہم کرنے میں اجر و ثواب کے جذبہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا ہے اور ایسے مقدس

حج کے معاملے میں مسلم ٹورس اور ٹراویٹس کا رویہ سب سے زیادہ خراب ہے، انہیں اس نیت سے کام کرنا چاہئے تھا کہ حاجیوں کو راحت پہنچائیں اور تھوڑا بہت نفع ان کو مل جائے، لیکن صورت حال یہ ہے کہ اولاً تو حاجیوں سے ایسے وعدے کئے جاتے ہیں، جو حرمین شریفین پہنچنے کے بعد دن کا خواب معلوم ہوتا ہے، جو سہولتیں نہیں پہنچا سکتے، ان کا اعلان کرتے ہیں، خود حجاج عبادت میں مشقت اٹھانے اور اللہ کا مہمان ہونے کے جذبہ کے بجائے ٹورس کے مہمان ہونے کا احساس پیدا ہو جاتا ہے، اور وہ سہولت پسندی کے جذبہ کے ساتھ پہنچتے ہیں، جب وہاں شکایتیں پیدا ہوتی ہیں تو لے جانے والوں کا رویہ نہایت تیز اور بہت کڑوا ہوتا ہے، یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے، تاکہ سبز باغ دکھا کر حازمین سے زیادہ سے زیادہ پیسے وصول کئے جائیں۔

## ضروری اعلان

محترم قارئین کرام!

جن لوگوں کو دفتر کی جانب سے بتایا جات کے خطوط روانہ کئے گئے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ جلد از جلد بتایا رقم ادا فرمادیں، اس وقت ادارے کو رقم کی سخت ضرورت ہے نیز اگر رسالہ جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو، مطلع کر دیں تاکہ ادارے کا مزید نقصان نہ ہو۔ جو حضرات دفتر سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ ۲ بجے سے شام ۵ بجے تک فون پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ جمعہ کے دن دفتر بند رہتا ہے۔ دفتر کھلنے کا وقت ۲ بجے سے ۵ بجے تک ہے، دیگر اوقات میں فون نہ کریں۔

رابطہ کیلئے: Mobile : 9415911511

# نمازیوں کیلئے تین بشارتیں

سب سے اہم عبادت نماز پر کاربند افراد کے لئے بشارتوں کا عظیم تحفہ پیش خدمت ہے! نماز کو رب کائنات نے خصوصی امتیازات سے نوازا ہے۔ نماز تا کیدی عبادت اور بہترین اطاعت ہے۔ یہ قرب الہی کو پانے کا آسان ترین ذریعہ اور بندے اور رب کے درمیان مضبوط تعلق ہے۔ لالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو جاننے ماننے کے ساتھ ہی ادائیگی نماز ہر مسلمان پر لازم قرار پاتی ہے۔ نماز ہی وہ عمل ہے جس کی قیامت کے روز سب سے پہلے پرکھ ہوگی۔ اگر نماز درست قرار پائی تو باقی کے اعمال نسبتاً درست ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ نماز فواش و منکرات کے روکنے کا سبب ہے۔ اس کی اہمیت جانی ہو تو دیکھ لیجئے کہ نبی مکرم کی آخری وصیت بھی الصلاۃ الصلاۃ تھی۔ نماز کا دھیان رکھنا اور اس کی ادائیگی مومن کی کامیابیوں کا زینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کو قائم رکھنے والوں اور شوق و خشوع سے اس کی ادائیگی کا اہتمام کرنے والوں کو قرآن و احادیث میں بہت سی بشارتیں دی گئی ہیں۔ جن میں سے صریح و واضح تیس خوشخبریاں آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

## نماز کی ادائیگی پر بشارتیں

1- افضل ترین عمل: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا: یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ترین ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: والدین سے نیک سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

2- اللہ اور بندے کے درمیان مضبوط تعلق کا ذریعہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو بھی جب بھی حالت نماز میں ہوتا ہے تو وہ اس وقت اپنے رب کے ساتھ حالت مناجات میں ہوتا ہے۔ (بخاری)۔ یعنی عبد معبود سے اٹھائے نماز راز و نیاز کی حالت میں ہوتا ہے جو کہ قربت کا اعلیٰ مقام ہے۔

3- دین کے ستون کو قائم کرنے کا ذریعہ: حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں

اسلام کے راس العمل اور اس کے ستون اور چوٹی کے عمل کے بارے میں نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا: راس الامر پورا دین اسلام ہے۔ نماز دین کا ستون ہے اور چوٹی کا عمل جہاد ہے۔ (ترمذی)۔ یعنی جس طرح عمارت کا ستون کے بغیر قائم رہنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا اسی طرح دین کا قیام نماز کے بغیر ناممکن ہے، اور جو اس ستون کو مضبوط کرتا رہتا ہے وہ دین کی رمتوں کو پاتا چلا جاتا ہے۔

4- دنیاوی اور اخروی نور: رسول اللہ کا فرمان ہے: الصلاۃ نور، ”نماز نور ہے۔“ (مسلم، ترمذی) یعنی نماز طلعت اور شمس کو نور اور یقین و سکون قلبی میں بدل دیتی ہے۔

5- منافقت کو ختم کرنے کا سبب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافقین پر بھاری ترین نماز، فجر اور عشاء کی ہوتی ہے۔ اگر وہ جان لیں کہ ان کی ادائیگی میں کیا فضل و انعام ہے، تو وہ ان کی ادائیگی کے لئے ضرور آئیں چاہے ریکر ریکر ہی آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)۔ حضرت ابو ہریرہ سے معلوم ہوا کہ جو تمام نمازیں ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے جن میں یہ دو مذکورہ نمازیں بھی شامل ہیں، وہ منافقت سے بری قرار پاتا ہے۔ یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔

6- جہنم کی آگ سے نجات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ہرگز جہنم کی آگ میں نہیں ڈالا جائے گا جو طلوع آفتاب (فجر) سے پہلے اور غروب آفتاب

(عصر) سے پہلے کی نمازوں کی ادائیگی کرنا ہے۔ (مسلم)۔ لیجئے نار جہنم سے امان کی بشارت پائیے اور عمل کیجئے۔

7- فواحش و منکرات سے بچاؤ کا ذریعہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَتَىٰ مَا أَوْجَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ. إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ.

(العنکبوت: 45) (اے نبی) ”صلوات کرو اس کتاب کی جو تمہاری طرف وحی کے ذریعے سے بھیجی گئی ہے اور نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ یعنی نماز یہ صلاحیت پر دان چڑھاتی ہے کہ زندگی سے بد اعمالیوں سے پاک ہونے کا سامان ہوتا چلا جاتا ہے۔

8- مشکلات میں مددگار اور سہارا: بحکم خداوندی ہے: وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ. (البقرہ: 45:2) ”مدد لو میرا اور نماز سے۔“ کارزار حیات کی مشکلات میں دو عمل سہولت و آسانی کا سبب بنتے ہیں: 1- صبر۔ 2- نماز۔ معاملات حیات میں دونوں کی خاص اہمیت ہے۔

9- باجماعت نماز کی فضیلت: بلندی درجات کی یہ نوید اس فرمان رسول میں آئی ہے: ”نماز باجماعت انفرادی نماز سے 27 درجے افضل ہے۔“ (بخاری، مسلم)

10- اللہ کی حفاظت و رحمت: رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین طرح کے افراد اللہ عزوجل کی حفاظت کو پالیتے

ہیں۔ اگر زندہ ہوں تو ایسا رزق پاتے ہیں جو کفایت والا ہوتا ہے اور جب مر جائیں تو جنت میں داخل کئے جاتے ہیں: جو گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرے۔ جو نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جائے۔ جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جائے۔ (ابوداؤد)

11- فرشتوں کی دعائے مغفرت کا حصول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک کوئی اپنی نماز کی جگہ وضو کی حالت میں بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں: یا اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما۔ (متفق علیہ)

12- گناہوں کی بخشش: حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ گھر رہے تھے: جو کوئی نماز کے لئے اچھی طرح وضو کرے پھر باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (مسلم) بشارت در بشارت اللہ کی کرم تواری کی علامت ہے جو وہ نمازیوں کو دے رہا ہے۔

13- گناہوں کے اثرات کو زائل کرنا: راوی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: دکھو! اگر کسی کے گھر کے سامنے ایک نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ بار نہاتا ہو تو کیا جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں۔ اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا: یہ پانچ نمازوں کی ادائیگی کی مثال ہے

کہ جو ان کی ادائیگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو صاف کر دے گا۔ (بخاری، مسلم)

14- جنت میں اللہ کی ضیافت: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسجد میں آتا ہے تو ہر بار سجدہ کرنے پر اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی ضیافت فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

15- ہر قدم پر گناہ کی معافی اور درجات کی بلندی: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی اپنے گھر سے وضو کی حالت میں اللہ کے گھر فرض نماز پڑھنے جاتا ہے، اس کا قدم اٹھانا اس کی خطا کی معافی اور دو سرا قدم درجے کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔ (مسلم)

16- نماز کا زیادہ اجر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمازیوں میں سے زیادہ اجر پانے والا نمازی وہ ہے جو مسجد میں زیادہ قاصلے سے آیا۔ پھر اس کا درجہ ہے جو اس سے بھی زیادہ قاصلے سے آئے۔ اور جو نمازی امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے انتظار میں رہتا ہے وہ اس سے زیادہ اجر پاتا ہے جو (امام کے نماز پڑھنے سے پہلے ہی) نماز پڑھ لے اور پھر سو جائے۔ (متفق علیہ)

17- مسجد میں جلد آنے پر زیادہ اجر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اگر لوگوں کو پتا چل جائے کہ اقامت کے وقت اور نماز کی پہلی صف کا کیا درجہ ہے، تو پھر انہیں قرعہ اندازی کر کے بھی پہلی صف کو حاصل کرنا پڑے گا تو وہ ضرور قرعہ ڈالیں، اور اگر وہ جان جائیں کہ نماز کے لئے جلد آنے میں کیا ہے تو وہ ایک دوسرے پر سبقت لے

جانے کی کوشش کریں، اور اگر جان جائیں کہ نماز عشاء اور فجر میں کیا ہے تو چاہے گھنٹوں کے بل آتا پڑے تو ضرور آئیں۔ (تشفیق علیہ)

18- اللہ کا مہمان: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرمؐ نے فرمایا: جو اپنے گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آئے تو وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ یوں میزبان (یعنی اللہ) پر اس کا حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت و اکرام کرے۔ (الطبرانی وحسن الالبانی)

19- نماز کے لئے انتظار نماز ہی کا حصہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کو نماز کے انتظار نے روک رکھا اس کا یہ انتظار نماز میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ (تشفیق علیہ)

20- پہلی صف کا خصوصی اجر: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے پہلی صف کے نمازیوں پر (خصوصی) رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (ابوداؤد نسائی، صحیح الالبانی)

21- سابقہ گناہوں کی معافی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی آئین کہتا ہے اور فرشتے آسمان پر آئین کہتے ہیں تو اگر دووں کی آئین ایک وقت پر ادا ہو کر مل جائے تو اس شخص کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (تشفیق علیہ)

22- رحمن کے ہاں حاضر ہونے والے وفد میں شمار: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور مسجد میں پہنچا۔ فجر کی سنتیں ادا کیں اور فجر کی باجماعت نماز کے لئے بیٹھا

رہا یہاں تک کہ نماز ادا کر لی۔ اس کی نماز ابرار، یعنی نیکو کاروں کی نماز شمار ہوئی اور وہ رحمن کے وفد والوں میں شمار کیا گیا۔ (الطبرانی، حسن الالبانی)

23- اللہ کی حفاظت کی ضمانت: حضرت جناب بن سفیانؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز (باجماعت) ادا کی، اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔ پس آدم کے بیٹے دیکھو اللہ تم سے اپنی ذمہ داری کا مطالبہ نہ کرے۔ (مسلم) یعنی اگر باجماعت نماز فجر کی ادا ہوگی تو اللہ کی عنایت سے ہر قسم کے حوادث و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔ اگر نہیں پڑھے گا تو اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ پر نہیں رہے گی۔ اب وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

24- بروز قیامت نور نام کی بشارت: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بشارت دے دو اندھیروں کے وقت مسجد میں جانے والوں کو کہ قیامت کے دن انہیں مکمل و تمام تر نور سے نوازا جائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

25- فجر اور عصر کی جماعت ادا ہوگی بر جنت کی بشارت: حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دو ٹھنڈی نمازیں ادا کرے گا جنت میں جائے گا۔ (بخاری، مسلم)۔

(ٹھنڈی نمازیں، یعنی فجر و عصر)

26- قیام اللیل کا ثواب: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جماعت

کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے پوری رات کا قیام کیا۔ (ترمذی)

27- فرشتوں کی گواہی: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے صبح و شام کی ڈیوٹیوں کی تبدیلی پر نماز فجر اور نماز عصر کے وقت خصوصاً مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں، اور جنہوں نے تمہارے ساتھ رات بسر کی ہوتی ہے جب وہ اہل آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے (جب کہ اللہ ان سے بہتر خود جانتا ہے) کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھنے کی حالت میں چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری، مسلم)

28- یکسوئی اور خشوع سے نماز ادا کرنے والوں کی مغفرت: حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی مسلمان پر فرض نماز کی ادا ہوگی کا وقت آئے اور وہ اس کے لئے اچھی طرح وضو کرے اور پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اچھی طرح قیام و رکوع و سجود بجالائے، تو ایسی نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے سوائے کبیرہ گناہوں کے، اور مغفرت کا یہ سلسلہ ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ (مسلم)

29- اللہ کا فرشتوں کے سامنے نمازیوں پر فخر فرماتا: (بقیہ..... صفحہ..... ۱۹..... پر)

۱۳

# نفس لوامہ خیر و شر کی کسوٹی

میں لیتا ہے، پاؤں کا زنا ارتکاب حرام کے لئے قدم بڑھانا ہے اور (پھر وہ مرحلہ آتا ہے) قلب کے اندر گناہ سے ہم آغوش ہونے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (الجامع الصحیح للسنن والمسانید، ج: 38، ص: 56) اور اگر آخری مرحلے میں توفیق

الہی سے خوف خدا یا خشیت الہی غالب آگئی تو انسان گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے، ورنہ گناہ میں غرق ہو جاتا ہے، حدیث پاک میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (انسانوں کے) سات طبقات پر اپنی رحمت کا خصوصی سایہ فرمائے گا (یعنی انہیں اپنی آغوش رحمت میں پناہ دے گا)۔ جس دن اس کی رحمت کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ (ان میں سے ایک) وہ شخص ہے، جسے کسی اعلیٰ طبقے کی حسین عورت نے (خود آگے بڑھ کر) دعوت گناہ دی اور (گناہ کے تمام اسباب اور ترغیبات کے باوجود) اس نے کہا: (مجھے معاف رکھو) میں اللہ کی گرفت سے ڈرتا ہوں۔ (بخاری: 660)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے: "وابصہ بن معبد بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں چاہتا تھا کہ میں نیکی اور بدی کی ہر چیز کی بابت (آج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں اور وہاں (صحابہ کرام کا) ایک مجمع تھا۔ سو میں (آگے بڑھنے کے لئے) لوگوں کی گردنیں

ملکہ اور فطری استعداد کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القیامہ میں "نفس لوامہ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ "لوامہ" کے معنی ہیں: "(گناہ پر) بہت زیادہ ملامت کرنے والا۔" عربی میں "نفس" مونث ہے، اردو میں ہم اسے مذکر استعمال کرتے ہیں۔ خیر و شر کی ترغیبات نفس کے اندر یا انسان کے باطن سے بھی پیدا (Generate) ہوتی ہیں اور باہر سے بھی شیطانی ترغیبات کی صورت میں اس کے Signals آتے رہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے خیر کو چراغ مصطفوی اور شر کو شرار بولہبی سے تعبیر کرتے ہوئے کہا:

ستیزہ کار رہا ہے، ازل سے تا امروز  
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

حسی اعتبار سے خارج سے انسان کے دل و دماغ میں شرار بولہبی یا نمۃ شیطان کا مدخل (Gate Way) یا "باب الشر" انسان کے ظاہری حواس ہیں، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا: "آنکھ کا زنا (شہوت سے آلودہ) نظر ہے، زبان کا زنا شہوت سے آلودہ آوارگی کی باتیں کرنا ہے، ہاتھ کا زنا ممنوعات و محرکات کو گرفت

خیر و شر کی ترغیبات (Motives) اور محرکات (Incentives) انسان کے نفس/قلب اور روح سے جنم لیتے ہیں، کیونکہ شر کی ترغیبات کے لئے ایک نمۃ شیطان (ہمزاد) اور خیر کی ترغیبات کے لئے نمۃ رحمان (ہمزاد) روز اول سے انسان کے نفس یا روح میں پیوست ہے اور خیر و شر کی یہ کشمکش انسان کے وجود میں جاری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفس انسانی کو اس کا نچور (شر) اور تقویٰ (خیر) الہام کر دیا ہے۔ الغرض یہ کسوٹی یا پرکھ یا ملکہ امتیاز انسان کی جبلت یا سرشت میں موجود ہے، لیکن اس استعداد یا ملکہ (Psycho) کو قابل کار رکھنے کے لئے اس کا تزکیہ اور تطہیر ضروری ہے، ورنہ یہ اپنی اس صلاحیت کو کھودیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النفس میں تمہید کے طور پر گیارہ قسمیں ذکر فرمانے کے بعد فرمایا: سو اس نے اس نفس کو اس کی نیکی اور بدی الہام کر دی (سمجھادی)، جس نے اسے پاکیزہ رکھا، وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے گناہوں سے آلودہ کر دیا وہ ناکام ہوا۔ نفس کے اس

چلا گئے لگا، لوگوں نے کہا: وابصہ! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح قریب جانے سے روکو (یعنی یہ خلاف ادب ہے)۔

میں نے کہا: میں وابصہ ہوں، مجھے روکو نہیں، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جانے دو، کیونکہ مجھے آپ کے قریب پہنچنا سب سے زیادہ محبوب ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار مجھ سے فرمایا: وابصہ! قریب آ جاؤ، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے گھٹنا ملا کر ادب سے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے سوال کرنے سے پہلے ہی) فرمایا: تم میرے پاس نیکی اور بدی کی بابت پوچھنے آئے ہو، میں نے عرض کی: جی ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو یکجا کر کے میرے سینے میں کچوکا لگایا اور فرمایا: وابصہ! نیکی وہ ہے جس پر دل مطمئن ہو اور تیرے نفس کو قرار آئے، گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے اس کے بارے میں تردد ہو، خواہ لوگ تجھے (جواز کے) بھی فتویٰ دیتے رہیں۔“ (مسند احمد 18001)۔

اسی مفہوم کو ایک اور حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا: ”نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے (یعنی جس کے سبب دل کا قرار و سکون چھن جائے) اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس کا پتا چلے۔“ (مسلم: 2553)۔ ایک اور حدیث میں ہے

”حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (نیکی اور بدی اور ایمان کی حقیقت کے بارے میں) سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بات تیرے دل میں کھٹکے (یعنی اُس پر دل مضطرب ہو)، تو اُسے چھوڑ دو، سائل نے پوچھا: (یا رسول اللہ!) ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہاری برائی تمہیں بری لگے۔ (یعنی تم اندر سے اُس سے نفرت کرو) اور تمہاری نیکی تمہیں (روحانی) سرور عطا کرے، تو تم مؤمن ہو۔ (مسند احمد 22159)۔

ان تمام احادیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ ہدایت کے بیرونی اسباب یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اور کتب الہی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لئے عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کی صورت میں ایک داخلی انتظام بھی فرمایا ہے اور دنیا کا کوئی بھی انسان اس حقیقت سے شاید انکار نہ کر سکے کہ جب اُس نے پہلی بار گناہ کیا تھا، تو نفسِ لوامہ یعنی ضمیر (Conscience) نے اُسے خبردار نہ کیا ہو اور ٹوکا نہ ہو۔ نفسِ لوامہ کی تنبیہات (Warnings) کی مثال ایسی ہے جیسے ہم صبح بروقت جاگنے کے لئے گھڑی میں الارام لگاتے ہیں، گھڑی مقررہ وقت پر الارام دیتی ہے، یعنی لوگ الارام سنتے ہی چونک کر اٹھ بیٹھتے ہیں اور اپنے کام میں لگ جاتے ہیں اور بعض لوگ الارام سن کر

بھی ایک بار پھر آکھیں ہند کر لیتے ہیں اور خوابِ غفلت میں سوئے رہتے ہیں۔ پس جب تک نفس کو گناہوں سے آلودہ نہ کر دیا گیا ہو اور باطل خواہشات کا اُس پر غلبہ نہ ہوا ہو، اُس وقت تک نفسِ لوامہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی یہ ٹیسٹنگ مشین کارآمد رہتی ہے، ورنہ نفسِ پیار ہو جاتا ہے اور اُس کی یہ صلاحیت مفلوج ہو جاتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اُس کے نزدیک گناہ، گناہ نہیں رہتا، بدی، بدی نہیں رہتی، یعنی خیر و شر میں تمیز مٹ جاتی ہے اور اس سے بھی بدتر مرحلہ آتا ہے جب گناہ اُس کے لئے پرکشش، مرغوب اور پسندیدہ بن جاتا ہے اور اُس سے اُس کی طبیعت کو قرار و سکون ملتا ہے۔ اب اُس کا نفس اُسے بدی پر ملامت نہیں کرتا، بلکہ وہ اعلانِ بدی کا اظہار کرتا ہے اور اُس پر فخر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”(لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم مردوں سے شہوت پوری کرتے ہو اور ڈاکے ڈالتے ہو اور تم اپنی مجلسوں میں (کھلے عام) بے حیائی کے کام کرتے ہو، تو اُن کی قوم کا جواب فقط یہ تھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آئیں۔“ (العنکبوت: 29) اور ہم نے لوط کو بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کی۔ (بقیہ..... صفحہ..... ۴۰..... پر)

تحریر: صوفی محمد اکرم

ترتیب: عبدالعزیز

# غیر مسلموں میں دعوت

## تجربہ

مسلموں کی دل جوئی اور تالیف قلب کا بھی حکم ہے تاکہ ان کے دل میں اسلام کے لئے نرم گوشہ پیدا ہو سکے۔ پھر انہیں گھر کے قریب واقع ماڈرن ٹاؤن پارک کی سیر کروائی۔ انہوں نے شاہی قلعے کے نزدیک گردوارہ جانے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ میں نے کہا وہ تو سکھوں کا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہندو بھی وہاں جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے وہاں جانے کا انتظام بھی کر دیا۔

بات چیت کے دوران میں نے راج کمار سے پوچھا کہ بیٹا تمہارا مستقبل کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی تو پڑھ رہا ہوں، بعد میں دیکھوں گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ بیٹا! زندگی کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ کبھی مقصد زندگی پر بھی تم نے غور کیا؟ تو اس نے کہا کہ اس طرح تو میں نے نہیں سوچا۔ تب میں نے اس کو بتایا کہ اس کا نکاح کا مالک خدا تعالیٰ ہے جسے تم بھگون کہتے ہو۔ ہم سب اس کے بندے ہیں اور اپنی زندگی گزارنے کے لئے ہمیں اس سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔ نبی اور اوتار اور الہامی کتابیں اس نے اسی غرض سے بھیجی ہیں۔ میری گفتگوں کو اس کے والد صاحب نے بھی کہا کہ آپ نے اچھی توجہ دلائی ہے۔ ہم نے تو اس طرح سے نہیں سوچا تھا۔ اس وقت میرے پاس سید مودودی کی کتاب ”خطبات“ موجود تھی۔ میں نے کہا کہ ان باتوں کو مزید اچھے انداز میں جاننے کے لئے آپ اس کا مطالعہ کریں۔ پھر ہم نے مل کر خطبات کے

فیملی بھی سوار ہوئی۔ میں نے قیمت جانتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان سے بات چیت شروع کی، معلوم ہوا کہ وہ نواب شاہ سے تعلق رکھتے ہیں اور لاہور سیر کی غرض سے جا رہے ہیں۔ نوجوان کا نام راج کمار تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ لاہور کی سیر کے لئے جا رہے ہیں تو ہمارے گھر بھی ٹھہریں۔ اتفاق سے ہماری بس علی الصبح چار بجے لاہور پہنچی۔ میں نے اس کے والد صاحب کو دعوت دی کہ رات گئے آپ کہاں جائیں گے، آپ میرے شہر کی سیر کرنا چاہتے ہیں، میرے مہمان ہیں، لہذا میرے ہاں ٹھہریں۔ انہوں نے پہلے تو پس و پیش کی، پھر کہنے لگے کہ اگر بچے راضی ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں نے وہیں سے آواز دی: راج کمار بیٹا! آپ ہمارے گھر ٹھہریں گے؟ اس نے ہائی بھری، چنانچہ مرد و خواتین تمام فیملی سمیت رات گئے ہم گھر پہنچ گئے۔

ہم نے ان کی خوب خاطر مدارات کی۔ میرے پیش نظر یہ بات بھی تھی کہ غیر

عام طور پر دعوت دین کے حوالے سے ہم مسلمانوں کا سوچتے ہیں، غیر مسلموں کا نہیں۔ روزمرہ زندگی میں بارہا ایسے مواقع سامنے آتے ہیں جو غیر مسلموں میں دعوت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں ہندو اور عیسائی ایک بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ شہادت حق اور دعوت دین کا تقاضا ہے کہ مسلمان ان غیر مسلموں میں دعوت کا فریضہ احسن انداز میں انجام دیں تاکہ اپنی ذمہ داری سے بھی عہدہ برآ ہو سکیں اور کل خدا کے ہاں بھی سرخرو ہوں۔

غیر مسلموں میں دعوت کے ضمن میں، میں نے کچھ کام کیا، اس حوالے سے چند تجربات غور و فکر اور تحریک و عمل کے لئے پیش ہیں۔

☆ روزمرہ زندگی میں سفر سے ہر ایک کو کسی نہ کسی طرح واسطہ رہتا ہے۔ دوران سفر فریضہ دعوت کی ادائیگی کے مواقع میسر آتے ہیں۔ مجھے بھی ایک ایسا موقع میسر آیا۔ ایک مرتبہ مجھے اسلام آباد سے لاہور بذریعہ بس آنا تھا۔ میرے ساتھ بس میں ایک ہندو

چند اوراق کا اجتماعی طور پر مطالعہ بھی کیا اور انہوں نے اسے پسند بھی کیا۔

میری کوشش رہی کہ کسی نہ کسی طرح ان سے قربت حاصل کی جائے اور جب وہ متوجہ ہوں تو انہیں اسلام کی دعوت دی جائے۔ اس طرح ایک ہندو خاندان کو جو محض اتفاق سے میرے قریب ہوا، میں نے دین کی دعوت پہنچانے کی کوشش کی اور انہیں مطالعے کے لئے کتب بھی دیں، لیکن ایسی کتب کی کمی محسوس ہوئی جو غیر مسلموں کے لئے دعوت کے پیش نظر لکھی گئی ہوں۔

☆ ایک بار چند رفقاء نے ایک درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ جب میں درس میں شرکت کے لئے پہنچا تو باہر کھڑے چند لوگوں پر میری نظر پڑی جو مجھے عیسائی لگے۔ میں نے سوچا کہ انہیں بھی درس قرآن کی دعوت دینی چاہئے، چنانچہ ان کے قریب گیا، ان سے ہاتھ ملایا، ان کو گلے لگایا اور کہا کہ تم میرے باپ کے بیٹے ہو (میری مراد حضرت آدمؑ تھے جن کی تمام انسان اولاد ہیں)، میرے بھائی ہو۔ آؤ تمہارے اور ہمارے خدا کا کلام سنیں کہ خدا نے ہمارے لئے کیا رہنمائی دی ہے۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور چلنے پر راضی ہو گئے۔

جب ہم درس قرآن میں شرکت کے لئے گھر میں داخل ہونے لگے تو میزبان نے آہستگی سے مجھے کہا کہ آپ کن لوگوں کو ساتھ لے کر آئے ہیں؟ یہ تو عیسائی ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ کیا یہ خدا کے بندے نہیں؟ کیا ان کا حق نہیں کہ ان تک دین کی دعوت پہنچائی

جائے؟ وہ میری بات سمجھ گئے۔

آخرت کے موضوع پر درس قرآن ہو رہا تھا۔ آخر میں میں نے اعلان بھی کیا کہ آج ہمارے مسیحی بھائی بھی درس قرآن میں شریک ہیں اور یہ بات بڑی خوش آئندہ ہے۔ پھر ان سے بھی کہا کہ آپ بھی اپنے تاثرات بیان کریں کہ آپ نے اسے کیا پایا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے بہت مفید پایا۔ آخرت کا تصور اسلام اور عیسائیت دونوں میں پایا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کبھی ہم نے اس حوالے سے غور کیا کہ عیسائی جو اہل کتاب ہیں، ان تک ہمیں دعوت دین پہنچانا ہے؟ انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے ہم تڑپیں اور ان تک مؤثر انداز میں اسلام کی دعوت پہنچانے کی بھرپور کوشش کریں۔ اگر خدا نے کسی بہانے انہیں ہمارے قریب کر ہی دیا ہے تو بجائے اس کے کہ ہم ان سے حسن سلوک سے پیش آتے، ان کو عزت و احترام دیتے، ان کی تالیف قلب کا سامان کرتے اور ان کو کسی نہ کسی بہانے دعوت دین دیتے.....

ہم نے ان کو اپنے سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ کیا ہماری یہ روش اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے؟ کیا ہم خدا کے ہاں جواب دے سکیں گے کہ ہم نے ان تک تیرا پیغام پہنچا دیا ہے؟

☆ ایک بار میں اپنی کار میں سوار سڑک سے گزر رہا تھا کہ مجھے چند سگھ نوجوان نظر آئے۔ میں نے سوچا کہ ان سے بات چیت کی جائے۔ چنانچہ میں نے ان کے نزدیک

جا کر گاڑی روک دی اور ان سے کہا کہ آپ میرے شہر میں آئے ہیں، لہذا میرے مہمان ہیں۔ گاڑی میں تشریف رکھیں۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ دیتا ہوں جہاں آپ کو جانا ہے۔ پہلے تو انہوں نے انکار کیا اور جب میں بہت اصرار کیا تو کہنے لگے کہ ہمیں قریب ہی جانا ہے، آپ زحمت نہ کریں، آپ کا شکریہ ادا میں نے کہا کہ چلئے قریب ہی سہی، ہلا خردہ میرے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے شہر اور ہمارے شہر میں آپ کو کچھ فرق نظر آیا تو وہ کہنے لگے کہ ایسا کوئی خاص فرق تو نہیں دیکھا۔ چنانچہ میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کو اپنے شہر کی سیر کرواتا ہوں۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ میں نے انہیں مختلف جگہوں پر گھمایا پھر ایسا اور حسب توفیق خاطر تواضع بھی کی۔ اسی دوران میں نے انہیں مقصد زندگی کی طرف توجہ دلائی اور باہاگروناک کی تعلیمات کے حوالے سے خدائے واحد کی بندگی کی دعوت بھی دی۔

جب وہ رخصت ہونے لگے تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے کچھ فرق محسوس کیا؟ انہوں نے کہا ہاں، اب فرق محسوس ہوا ہے۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے اس اپنائیت اور محبت کے ساتھ ہمیں مقصد زندگی سے آشنا کیا اور ایک خدا پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔

☆ ایک روز براہِ رتھ روڈ سے گزرتے ہوئے ایک نوجوان نے مجھ سے رام گلی کا پتا پوچھا۔ میں نے اس سے کہا کہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ادا کی۔ جس نمازی کو جانا تھا وہ چلا گیا اور جسے رکنا تھا وہ رکا رہا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھٹنے تک کپڑا اٹھائے جلدی جلدی ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کا سانس پھولا ہوا تھا۔ آپ نے آتے ہی فرمایا: تمہیں مبارک ہو، تمہیں بشارت ہو، تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا۔ وہ یعنی اللہ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فرماتا ہوا کہہ رہا ہے: دیکھو میرے (ان) بندوں کی طرف جنہوں نے ایک فرض ادا کیا اور دوسری فرض نماز کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ (ابن ماجہ، صحیح الالبانی) 30- پل صراط سے باسلامت گزر کر جنت کی بشارت: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ کہہ رہے تھے: مسجد مرتقی پر بیڑ گار کا گھر ہے جس نے مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا اسے اللہ تعالیٰ رحمت و راحت کی ضمانت دیتا ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ایسا شخص پل صراط سے باسلامت گزر کر اللہ کی رضا کے ٹھکانے جنت میں بہ آسانی چلا جائے گا۔ (الطبرانی، صحیح الالبانی)

یہ ہیں وہ عظیم بشارتیں جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ان افراد کے لئے عطا کی ہیں جو رب کی بندگی کو زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں اور صبح و شام فرائض و سنن کا اہتمام کرتے ہیں۔

نے بتایا کہ میں نے جب اپنے بزرگوں سے قادیانیت کے بارے میں اطمینان کرنا چاہا تو وہ مجھے مطمئن نہ کر سکے۔ لہذا میں نے قادیانیت سے توبہ کرنے اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور اسے قرہی مسجد کے امام صاحب کے پاس لے گیا اور اس نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اسے مولانا مودودیؒ کی چند کتب بھی مطالعے کے لئے دیں کہ اسلام کا مطالعہ کرو تا کہ پورے اطمینان کے ساتھ اسلام کی راہ پر چل سکو۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کے فضل و کرم سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔

☆ مجھے ایک تلخ تجربہ بھی ہوا۔ ایک عیسائی کو میں نے دعوت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ہدایت کی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا، تم اس کی پیروی کرنا اور اس پر ایمان لے آنا، لہذا اگر تم سچے عیسائی ہو تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی آمد کی خبر حضرت عیسیٰ نے دی تھی۔ اس نے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے اور میں اسلام قبول بھی کر لوں مگر جب میں عیسائیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا کردار دیکھتا ہوں تو سچ پوچھو تو مجھے اپنے عیسائی بھائی ہی بہتر لگتے ہیں۔ وہ تو یہ بات کہہ کر چلا گیا مگر میں سوچتا رہ گیا کہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ایک شخص مسلمانوں کے کردار کی وجہ سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔

○○○

یہاں تو کئی رام گلیاں ہیں، تمہیں کہاں جانا ہے؟ کچھ بس و پیش کے بعد اس نے بتایا کہ اسے احمدی مرکز جانا ہے۔ وہ وہ قادیانی تھا۔ میں نے اسے پتہ بتایا اور اس کا سامان اٹھا کر سر پر رکھا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے مجھے منع کیا تو میں نے کہا کہ یہ میرے رسولؐ کی سنت ہے۔ انہوں نے ایک بوڑھی عورت کا سامان اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا تھا، اب مجھے یہ سنت پوری کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ چلتے چلتے میں نے اس سے پوچھا کہ تم پتہ پوچھنے میں کیوں جھجک رہے تھے؟ اس نے کہا کہ لوگ ہمیں بری نظر سے دیکھتے ہیں، اس لئے ہمیں جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تمہارا عقیدہ سچا ہے تو پھر جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ پورے احتجاج اور یقین کے ساتھ رہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم احمدی کب ہوئے؟ اس نے کہا کہ میں تو پیدائشی احمدی ہوں۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد بھی پیدائشی قادیانی نہیں تھے، تم کیسے ہو گئے؟ اپنے مذہب کو سوچ سمجھ کر قبول کرو۔ اس کے غور و فکر کے لئے میں نے چند اور باتیں بھی سامنے رکھیں۔ اتنی دیر میں احمدی مرکز آ گیا تو میں نے اس کا سامان سر سے اتارا اور اسے کہا کہ وہ سامنے مرکز ہے۔ وہ مجھ سے بڑے تپاک سے ملا اور کہا کہ آپ جس محبت سے میرے ساتھ پیش آئے ہیں اور جس طرح میری رہنمائی کی ہے، آج تک کوئی مسلمان ایسا نہیں ملا۔ اس نے مجھ سے میرا پتہ بھی لیا۔ چند روز بعد وہ میرے گھر آیا اور اس

## زکوٰۃ کے فوائد

زکوٰۃ ایک عبادت ہے، اللہ کا حکم ہے، زکوٰۃ نکالنے سے ہمیں کوئی منفعت حاصل ہو یا نہ ہو، کوئی فائدہ ملے یا نہ ملے، اللہ کے حکم کی اطاعت بذات خود مقصود ہے۔ اصل مقصد تو زکوٰۃ کا یہ ہے، لیکن اللہ کا کرم ہے جو کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو اللہ

اُس کو دنیاوی فوائد بھی عطا فرماتے ہیں، اُن فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی باقی مال میں برکت، اضافہ اور پاکیزگی کا سبب بنتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوٰۃ

اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔“ (سورۃ البقرہ 276) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی بندہ زکوٰۃ نکالتا ہے تو فرشتے اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کر رہا ہے اس کو اور زیادہ عطا فرما، اور اے اللہ! جس شخص نے اپنے مال کو روک کر رکھ رکھا ہے اور زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے تو اے اللہ! اس کے مال پر ہلاکت ڈالے۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی صدقہ کسی مال میں کمی نہیں کرتا ہے۔ (ترمذی)

## زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

اُس مسلمان عاقل بالغ پر زکوٰۃ فرض ہے جو صاحب نصاب ہو۔ نصاب کا اپنی

# زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

خاص مقدار مقرر نہ تھی، بلکہ جو کچھ ایک مسلمان کی اپنی ضرورت سے بچ جاتا، اُس کا ایک بڑا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ نصاب کا تعین اور مقدار زکوٰۃ کا بیان مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا۔

## زکوٰۃ اور رمضان

زکوٰۃ کا رمضان میں ہی نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ہمیں صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو ایک سال گزرنے پر فوراً زکوٰۃ کی ادائیگی کر دینی چاہئے خواہ کوئی سا بھی مہینہ ہو۔ مگر لوگ اپنے صاحب نصاب بننے کی تاریخ سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں اور رمضان میں ایک نیکی کا اجر ستر گنا ملتا ہے تو اس لئے لوگ رمضان میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں اور پھر ہر سال رمضان میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ایک سال مکمل ہونے سے قبل بھی نکالی جاسکتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کچھ تاخیر ہو جائے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی،

## زکوٰۃ کے معنی اور حکم

زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی، بڑھوتری اور برکت کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اُن کے مال سے زکوٰۃ لوتا کہ اُن کو پاک کرے اور ہا برکت کرے اُس کی وجہ سے، اور دعو اے اُن کو۔“ (سورۃ التوبہ 103)

شرعی اصطلاح میں مال کے اُس خاص حصہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں و محتاجوں کو دے کر انہیں مالک بنا دیا جائے۔ قرآن کریم کی آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔ جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت ابتداء اسلام میں ہی مکہ مکرمہ کے اندر نازل ہو چکی تھی، جیسا کہ امام تفسیر ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء اسلام یا زکوٰۃ کے لئے کوئی خاص نصاب یا

ضرورتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا شرط ہے، نیز مال پر ایک سال گزرتا بھی ضروری ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہے، یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا، تو ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ 88 گرام سونا یا 612 گرام چاندی یا 612 گرام چاندی کی قیمت کے برابر نقد روپیہ یا سامان تجارت وغیرہ جس شخص کے پاس موجود ہے اور اُس پر ایک سال گزر گیا ہے تو اُس کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ غرضیکہ اگر کسی شخص کے پاس صرف سونا ہے تو وزن یعنی 88 گرام سونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص کے پاس صرف چاندی ہے تو وزن یعنی 612 گرام چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوگی، لیکن اگر سونا، چاندی اور نقدی مشترک ہے یا صرف نقدی ہے تو 612 گرام کی قیمت کے برابر پیسہ ایک سال سے زیادہ موجود ہونے پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ مال تجارت میں زکوٰۃ کے وجوب کے لئے دو مزید شرطیں ہیں۔ بیچنے کی نیت سے خریدا تھا اور اب تک بیچنے کی نیت باقی ہے۔ گھر کے ساز و سامان حتیٰ کہ گاڑی وغیرہ پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کتنی ادا کرنی چاہئے؟

اوپر ذکر کئے گئے نصاب پر صرف

ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہے۔

سامان تجارت میں کیا کیا داخل ہے؟

مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو۔ لہذا جو لوگ Investment کی غرض سے پلاٹ خرید لیتے ہیں اور شروع ہی سے یہ نیت ہوتی ہے کہ جب اچھے پیسے ملیں گے تو اس کو فروخت کر کے اس سے نفع کمائیں گے، تو اس پلاٹ کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اگر موقع ہوا تو اس پر رہائش کے لئے مکان بنوائیں گے یا موقع ہوگا تو اس کو کرائے پر چڑھادیں گے یا کبھی موقع ہوگا تو اس کو فروخت کر دیں گے یعنی کوئی واضح نیت نہیں ہے بلکہ ویسے ہی خرید لیا ہے، تو اس صورت میں اس پلاٹ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

کس دن کی مالیت معتبر ہوگی؟

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اُس دن کی قیمت کا اعتبار ہوگا جس دن آپ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے اپنے مال کا حساب لگا رہے ہیں۔ پرانے زیورات فروخت کریں تو وہ کتنے میں فروخت ہوں گے۔

(جو نئے زیورات کے مقابلہ میں عموماً 30 فیصد کم میں فروخت ہوتے ہیں) اسی قیمت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا ہوگا۔

سونے یا چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ

خیر القرون سے عصر حاضر تک کے جمہور علماء و فقہاء و محدثین قرآن و سنت کی روشنی میں عورتوں کے سونے یا چاندی کے استعمالی زیور پر وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں، اگر وہ زیور نصاب کے مساوی یا زائد ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر گیا ہو۔

ہر ہر روپے پر سال کا گزرتا ضروری نہیں

ایک سال مال پر گزر جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر سال ہر روپے پر مستقل سال گزرے۔ یعنی گزشتہ سال رمضان میں اگر آپ 5 لاکھ روپے کے مالک تھے، جس پر ایک سال بھی گزر گیا تھا۔ زکوٰۃ ادا کر دی گئی تھی۔ اس سال رمضان تک جو رقم آتی جاتی رہی اُس کا کوئی اعتبار نہیں، بس اس رمضان میں دیکھ لیں کہ آپ کے پاس اب کتنی رقم ضروریات سے بچ گئی ہے، اور اُس رقم پر زکوٰۃ ادا کر دیں۔ مثلاً اس رمضان میں 6 لاکھ روپے آپ کے پاس ضروریات سے بچ گئے ہیں تو 6 لاکھ کا 2.5% زکوٰۃ ادا کر دیں۔

مستحقین زکوٰۃ یعنی زکوٰۃ کس کو

ادا کریں؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت نمبر 60 میں 8 مستحقین زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے:

(1) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تصویراً مال و اسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں۔ (2) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ (3) جو کارکن زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں۔ (4) جن کی دلجوئی کرنا مقصود ہو۔ (5) وہ غلام جس کی آزادی مطلوب ہو۔ (6) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو۔ (7) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا۔ (8) مسافر جو حالت سفر میں تنگدست ہو گیا ہو۔ غرضیکہ وہ حضرات جو صاحب نصاب نہیں ہیں ان کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے اُس شخص کو جس کے پاس ضروریات اصلیہ سے زائد بقدر نصاب مال موجود ہو۔ سید حضرات اور بنی ہاشم۔ بنی ہاشم سے حضرت حارث بن عبدالمطلب، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد مراد ہیں۔ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ اپنے بیٹے، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی ہے۔ کافر کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

نوٹ : بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سر، داماد وغیرہ میں سے جو حاجت مند اور مستحق زکوٰۃ ہوں، انہیں زکوٰۃ دینے میں دوسرا ثواب ملتا ہے، ایک ثواب زکوٰۃ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ کسی تحفہ یا ہدیہ کی شکل میں بھی ان مذکورہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

### زکوٰۃ نہ نکالنے پر وعید

سورۃ التوبہ آیت نمبر 34-35 میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اپنے مال کی کماہٹ زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ ان کے لئے بڑے سخت الفاظ میں خبر دی ہے، چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ اپنے پاس سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اُس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو (اے نبی) آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے، یعنی جو لوگ اپنا پیسہ، اپنا روپیہ، اپنا سونا چاندی جمع کرتے جا رہے ہیں اور ان کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان پر اللہ نے جو فریضہ عائد کیا ہے، اُس کو ادا نہیں کرتے، ان کو یہ وعید سنا دیجئے کہ ایک دردناک عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔ پھر دوسری آیت میں، اُس دردناک عذاب کی تفصیل ذکر فرمائی کہ یہ دردناک عذاب اُس دن ہوگا جس دن سونے اور چاندی کو آگ میں

تپایا جائے گا اور پھر اُس آدمی کی پیشانی، اُس کے پہلو اور اُس کی پشت کو داغا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج تم اس خزانے کا مزہ چکھو، جو تم اپنے لئے جمع کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مال میں زکوٰۃ کی رقم شامل ہو جائے یعنی پوری زکوٰۃ نہیں نکالی بلکہ کچھ زکوٰۃ نکالی اور کچھ رہ گئی تو وہ مال انسان کے لئے جاہی اور ہلاکت کا سبب ہے۔ لہذا اس بات کا اہتمام کرو کہ ایک ایک پائی کا صحیح حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرو۔

### زکوٰۃ سے متعلق چند متفرق مسائل

زکوٰۃ جس کو دی جائے اُسے یہ بتانا کہ یہ مال زکوٰۃ ہے ضروری نہیں بلکہ کسی غریب کے بچوں کو عیدی یا کسی اور نام سے دے دینا بھی کافی ہے۔ دینی مدارس میں غریب طالب علموں کے لئے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ زکوٰۃ کی رقم کو مساجد، اسپتال، یتیم خانے اور مسافر خانے کی تعمیر میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر عورت بھی صاحب نصاب ہے تو اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، البتہ اگر شوہر خود ہی عورت کی طرف سے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے مال سے کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

## اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت

انسان کے ذمہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو حق رکھے ہیں، ایک تو وہ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے اوپر ہیں، مثلاً ایمان لانا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا وغیرہ، دوسرے وہ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں جو ایک بندے کے دوسرے بندے پر عائد ہوتے ہیں۔ پہلے کو حقوق اللہ اور دوسرے کو حقوق العباد کہا جاتا ہے، ان دونوں حقوق میں حقوق العباد کو جو مقام اور اہمیت حاصل ہے وہ کسی باشعور مسلمان پر مخفی نہیں ہے، قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں متعدد مقامات پر حقوق العباد کی اہمیت اور اس کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں غفلت اور کوتاہی برتنے کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب و ناراضگی کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ بقرہ، سورۃ نساء، سورۃ طلاق اور ان کے علاوہ متعدد سورتوں میں معاشرتی احکام، نکاح، طلاق، مہر، خلع، وراثت اور فقہ و حضانت جتنی شرح و بسط کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اتنی تفصیلات و جزئیات اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں نہیں ملتی ہیں، انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق ٹھوس راہ

نمائ کرنا اور اس کی زندگی کے کسی پہلو کو تشنہ نہ چھوڑنا مذہب اسلام کا وہ امتیازی اور خصوصی کارنامہ ہے جس پر مسلمانوں کا سر بجا طور پر فخر سے اونچا ہونا چاہئے، حقوق العباد کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عبادات کا اجر و ثواب حقوق العباد کی ادا نیگی پر موقوف ہوتا ہے، جو بندہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا اہتمام کرتا ہے، لیکن بندوں کے حقوق کی ادا نیگی میں سستی اور سہل انگاری برتا ہے تو اگرچہ اس کی عبادتیں ادا ہو جاتی ہیں اور اس کے ذمہ سے یہ ساقط ہو جاتی ہیں، تاہم ان عبادتوں کا اجر و ثواب اس وقت تک نہیں ملتا جب تک کہ وہ حقوق العباد ادا نہ کرے۔

چنانچہ روایتوں میں آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حقوق العباد کا معاملہ اتنا نازک اور سنگین ہے کہ بندے سے نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں سستی اور کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے اور وہ مرتے وقت وراثت کو اپنے مال میں سے نماز، روزہ کی طرف سے فدیہ کی وصیت کرے اور کسی کو اس کی طرف سے حج کرانے کی تاکید کرے اور وراثت اہمیت

کی طرف سے فدیہ ادا کر دیں اور کسی کے ذریعہ اس کی طرف سے حج بدل کرادیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس کی کوتاہیوں کو درگزر فرمادیں گے اور اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمائیں گے، لیکن اگر بندوں کے حقوق میں کسی قسم کی کوتاہی اور کمی پیشی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ بندے کو اس وقت تک معاف نہیں کریں گے جب تک کہ بندہ خود معاف نہ کر دے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے پوچھا کہ بتاؤ سب سے بڑا مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم تو مفلس ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس مال و متاع نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا سب سے بڑا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہوگا، لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائے گی اور نیکیاں ختم ہونے کے بعد صاحب حق کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسلم، حدیث نمبر: 2581)

حقوق العباد کا معاملہ اتنا نازک اور اہم ہے کہ اس میں اگر کسی قسم کی کوتاہی ہو جائے تو اس کا اثر حقوق اللہ پر بھی پڑتا ہے، چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جو حقوق العباد میں

کو تباہی کرتا ہے اگر وہ حقوق اللہ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ ادا کرے تو اگرچہ اس کے ذمہ سے یہ واجبات ساقط ہو جائیں گے، لیکن اس کا اجر و ثواب حقوق العباد ادا کرنے پر موقوف رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من اشترى ثوبا بعشرة دراهم، وفيه درهم حرام، لم يقبل الله له صلاة ما كان عليه." (احیاء علوم الدین المنقری: 2/115) جو شخص کوئی کپڑا اس درہم میں خریدے اور اس میں صرف ایک حرام درہم کی آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ کی اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کرتے، جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر موجود ہو۔

حقوق العباد کی اسی اہمیت کے پیش نظر فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ..... جو چار جلدوں پر مشتمل ہے..... کی پہلی جلد میں عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور بقیہ تین جلدوں میں حقوق العباد: نکاح، طلاق، خلع، نفقہ، حضانت، خرید و فروخت، کفالہ، حوالہ، واقف اور شفعہ وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے صرف ایک چوتھائی احکام حقوق اللہ سے متعلق ہیں اور تین چوتھائی احکام کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ حقوق العباد کی چونکہ شریعت میں کافی اہمیت ہے اور اس کا بڑا مقام ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی پوری زندگی آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہے اور امت کا

اجماعی اور متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ انبیائے کرام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں..... کی دعاؤں میں یہ دعاء بھی ملتی ہے: "اللهم انما انا بشر فایما رجل من المسلمین سیتہ او لعنتہ او جلدتہ فاجعلہا لہ زکاۃ ورحمة." (مسلم، حدیث نمبر: 2601)

اے اللہ! میں تو ایک انسان ہی ہوں، اگر میں نے (بے خبری میں) کسی مسلمان کو برا بھلا کہہ دیا ہو یا کسی مسلمان پر میں نے لعنت بھیج دی ہو یا میں نے کسی مسلمان بھائی کو مارا ہو تو میرے اس عمل کو اس مسلمان کے حق میں گناہوں سے پاکی اور رحمت کا ذریعہ بنا۔

لیکن ہمارا بڑا المیہ یہ ہے کہ حقوق العباد کی شریعت میں جتنی اہمیت ہے ہم اتنا ہی اس میں غفلت اور سستی برتتے ہیں، اچھے خاصے دیندار اور صوم و صلاۃ کے پابند حضرات بھی حقوق العباد میں کوتاہی برتتے ہیں، سردست مجھے معاشرے میں حقوق العباد میں کوتاہی کی ایک خاص صورت کا تذکرہ کرنا مقصود ہے، فی زمانہ مشترکہ کاروبار کی معاشرے میں بہت سی صورتیں رائج ہو گئی ہیں، جس کی ایک صورت باپ بیٹے کے مشترکہ کاروبار کی ہے، باپ اپنے سرمایہ سے کوئی کاروبار شروع کرتا ہے، بیٹے بڑے ہو کر باپ کا ہاتھ بٹاتے ہیں اور تجارت کو فروغ دینے میں اجتماعی کوششیں کرتے ہیں، لیکن مسائل سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ

سے اور کچھ شر ماثری میں یہ طے نہیں کرتے کہ کاروبار میں لڑکوں کی کیا حیثیت ہے؟ آیا شریک کی ہے یا معاون کی؟ پھر باپ معذور ہو جاتا ہے اور عملی طور پر کاروبار میں حصہ نہیں لیتا اور بیٹے خود ہی پورا کاروبار سنبھالتے ہیں، باپ کے انتقال کے بعد ورثاء یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ کاروبار باپ کی ملکیت ہے، اسی لئے ورثاء حسب حصص شرعیہ اس کے مستحق ہیں اور لڑکے کہتے ہیں کہ چونکہ باپ کی زندگی میں عملی طور پر ہم نے پورا کاروبار سنبھالا ہے، اسی لئے کاروبار کے ہم مالک ہیں، یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مکان کی تعمیر ہوتی ہے، اس میں کچھ پیسے باپ لگاتا ہے، کچھ پیسے بڑا بیٹا لگاتا ہے، کچھ پیسے چھوٹا بیٹا لگاتا ہے، اس کی حیثیت ہدیہ تبرع کی تھی یا قرض کی تھی، باپ کے انتقال کے بعد مکان کی تقسیم کے حوالہ سے اختلاف ہوتا ہے، بڑا بیٹا کہتا ہے کہ میں نے اس مکان کی تعمیر میں زیادہ پیسے لگائے ہیں، اسی لئے یہ مکان میرا ہے، دوسرے ورثاء کہتے ہیں کہ یہ مکان باپ کا ہے، اسی لئے اس کو وراثت میں تقسیم کیا جائے اور یہ اختلاف بسا اوقات ایسی سنگین صورت اختیار کر جاتا ہے کہ جھگڑوں کا ایک لانتناہی سلسلہ چل پڑتا ہے، ایک دوسرے سے بغض و حسد اور عداوت و دشمنی کا بازار گرم ہو جاتا ہے، خاندانی رقابتیں بڑھتی جاتی ہیں، جو بالآخر باہمی تصادم اور کشت و خون پر منتج ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سارے مفاسد جو

ہمارے معاشرے میں در آئے ہیں ان کا  
 بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے باہمی معاملات  
 میں شریعت کی ہدایت کو پس پشت ڈال دیا  
 ہے اور خواہشات نفس کی پیروی اور سماج کے  
 رسم و رواج کی پابندی نے ہمیں گونا گوں  
 مشکلات میں ڈال دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے باہمی معاملات کے حوالہ سے امت  
 کو ایک واضح ہدایت دی ہے، چنانچہ آپ صلی  
 اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **تعاشروا**  
 کالاخوان تعاملوا کالاجانب۔  
 بھائیوں کی طرح آپس میں زندگی بسر کرو اور  
 اجنبیوں کی طرح معاملہ کرو۔ یعنی عام  
 حالات میں انسان ایک اجنبی سے واضح اور  
 غیر مبہم معاملہ کرتا ہے اور اپنی مملوکہ شے کو  
 الگ کر لیتا ہے، اسی طرح ایک گھر کے افراد  
 بھی باہمی معاملات کریں تو واضح اور غیر مبہم  
 معاملہ کرنا چاہئے اور ہر شخص کی مملوکہ چیز واضح  
 ہونی چاہئے، اس سے ان شاء اللہ ایک تو

باہمی الفت و محبت بھی برقرار رہے گی اور  
 دوسرے باپ کے انتقال کے بعد وراثت کی  
 تقسیم کے حوالہ سے جو کشت و خون کی نوبت  
 آتی ہے اس میں بھی کمی آئے گی۔  
 اللہ جبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت  
 مسلمہ کو ہدایت نصیب فرمائے، اور شریعت  
 کے راہ نمایانہ خطوط پر چلنے کی توفیق عطا  
 فرمائے۔ آمین ثم آمین  
 ○○○

## رضوان کے سالانہ خریداروں سے گزارش

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ماہنامہ رضوان کی اشاعت خالص تبلیغی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ کوئی تجارتی کاروباری مفاد اس اشاعت میں پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ ۲۰ صفحات کے اس رسالے کی قیمت انتہائی کم (فی شمارہ صرف بیس روپے اور سالانہ خریداری-200 روپے) ہے۔ ہمارے پیش نظر نفع بخش کاروبار نہیں بلکہ ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رضوان کے ذریعے پیش بہا مضامین شائع کرتے ہیں۔ اس ضمن میں رضوان کے سالانہ خریدار بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اگر تمام سالانہ خریدار اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بروقت اپنی سالانہ رقم ”ادارہ رضوان“ کو بھیج دیں تو وہ بھی ہماری ان تبلیغی کوششوں میں معاون ہوں گے۔

سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ مدت خریداری ختم ہونے پر زرسالانہ کی ترسیل میں جلدی فرمائیں۔ ہر ماہ سرخ نشان کے ذریعہ ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور سنی آڈر فارم بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ یاد دہانی ہو سکے۔

یاد رکھئے! زرسالانہ کی بروقت عدم وصولی سے ادارے پر مالی بوجھ بڑھتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے لہذا سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ رضوان کی مدت خریداری ختم ہوتے ہی زرسالانہ کی ادائیگی کریں تاکہ ادارے پر مالی بوجھ نہ پڑے بصورت دیگر اگر آئندہ ”رضوان“ خریدنا نہیں چاہتے، جب بھی خط لکھ کر یا بذریعہ فون اس بارے میں دفتر رضوان کو مطلع فرمادیں۔ نیز اپنا خریداری نمبر یا جس نام سے رسالہ جاری ہے وہ پتہ صاف اور خوشخط ضرور لکھیں۔ آپ کا تعاون اس دینی سعی و کوشش میں ہمارے لئے نہایت اہم اور ”رضوان“ کے معیار میں اضافے کے ساتھ آپ کیلئے کار خیر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

قارئین رضوان سے گزارش ہے وہ اپنا سالانہ چندہ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں جمع کر سکتے ہیں۔

**Bombay Mercantile Co-operative Bank, Lucknow-18**

Name of Account "RIZWAN MONTHLY", Account No. : 205110100005299

IFSC Code : UTIBOSBMCBI

نوٹ: رقم ڈالنے کے بعد دفتر کو مطلع ضرور کریں ورنہ رقم آپ کے کھاتے میں منتقل نہ ہوگی۔ اس نمبر پر مطلع کریں  
 Cantt. No. : 9415911511

# دل کا کوئی حال ہواں کو دلربا کہوں

انسان دنیا میں زندگی گزارتا ہے تو اس کے چاروں طرف تمام لوگ اس کے ہم مذہب، ہم عقیدہ، ہم خیال، ہم فکر اور ہم مزاج نہیں ہوتے ہیں، اسے اسی ماحول میں زندگی گزارنی ہوتی ہے، اختلاف مذہب و مشرب کو برداشت کرنا پڑتا ہے، اختلاف فکر و خیال کو انگیز کرنا پڑتا ہے، جس طرح سے گلہائے رنگارنگ سے زینت چمن ہوتی ہے، اسی طرح سے اختلاف فکر و خیال سے انسانی سماج خوبصورت ہوتا ہے، اس بات کی تو اجازت ہے بلکہ یہ بات پسندیدہ ہے کہ انسان جس مذہب و عقیدہ کو عزیز رکھتا ہے وہ اس کی تبلیغ بھی کرے، لیکن تشدد اور جارحیت کی کسی حال میں کسی اچھے سماج میں اجازت نہیں ہے، دنیا کے تمام لوگ کسی ایک نقطہ نظر اور نظریہ پر متفق نہیں ہو سکتے ہیں، یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ دنیا کے سارے لوگ ایک مسلک اور مذہب کے پابند ہو جائیں، افہام اور تفہیم اور تلقین کی گنجائش تو ہمیشہ موجود رہے گی، لیکن کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ دوسرے شخص پر اپنے نظریہ اور خیال کو مسلط کرے، اور محض اختلاف عقیدے کی وجہ سے دوسروں سے بغض و عناد رکھے، اس لئے تعلقات میں

بہتری اور خوش معاملگی اور خوش اخلاقی زندگی گزارنے کے بنیادی اصول ہیں۔ رواداری اور آزادی مذہب کی اہمیت اور قدر و قیمت اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب تاریخ میں دنیا میں پھیلی ہوئی عدم رواداری کا اور دوسروں کے مذہب سے نفرت کا پورے طور پر اندازہ ہو جائے، دنیا کے بہت سے ملکوں میں ظلم کا بازار گرم تھا، ہندوستان کی تاریخ میں ایسا ہو چکا ہے کہ آریوں اور بودھوں اور جینیوں کے درمیان مباحثہ کو سننے کے بعد مشہور راجہ سودھنوا، کڑویدک دھری بن گیا، اور اس کے بعد اس نے اپنے سرکاری ملازمین میں سے مخالفین وید کو جان سے مار ڈالنے کا حکم دیا، اور یہ کہا کہ ہمالیہ سے لے کر دور دراز سرزمین تک جتنے ناستک اور بودھ مذہب کے ماننے والے ملیں وہ چاہے بچے ہوں یا بوڑھے ہوں یا جوان ہوں ان سب کو مار ڈالو، اگر کوئی میرا ملازم ان کو مار ڈالنے میں تامل کرے گا تو اسے بھی موت کی سزا دی جائے گی۔ تاریخ نے ریکارڈ میں محفوظ کر لیا ہے کہ اس حکم پر سختی کے ساتھ عمل ہوا، اور ہزاروں کی تعداد میں جینی اور بودھ مذہب کے ماننے والے تہ تیغ کر دیئے گئے، جن کا

قصور صرف یہ تھا کہ وہ ویدوں کو نہیں مانتے تھے، بودھوں کو دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پڑی۔ شکر آچار یہ بودھوں کے سخت خلاف تھے یہ واقعہ ایک کتاب ”شکر وگ وے“ میں موجود ہے، تاریخ نے بھی ان واقعات کو محفوظ کر لیا ہے۔ اسی کے ساتھ تاریخ نے مسلم عہد کے واقعات کو بھی اپنے گوشہ دامن میں جگہ دی ہے اس تاریخ میں رواداری اور دلداری اور ہمدردی اور انصاف اور شرافت کے سیکڑوں واقعات پوشیدہ ہیں۔

محمد بن قاسم کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اس نے نہایت رواداری کشادہ دلی اور وسیع القلبی کا مظاہرہ کیا، اس نے برہمن پیشواؤں کو بھی اجازت دی کہ وہ چاہیں تو اپنے معبودوں کی پوجا کریں اور دیکھ بھال کرنے والے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور اپنے مراسم عبودیت کو آباء و اجداد کے طریقوں پر انجام دیں اور جو وظیفہ اس سے قبل برہمنوں کو دیا جاتا تھا حسب سابق اس کو برقرار رکھنے کا اس نے حکم دیا، اور محمد بن قاسم نے سرزمین سندھ کے ہر گوشے میں یہ اعلان کروا دیا کہ ہماری حکومت میں ہر شخص کو مذہبی معاملے میں آزادی حاصل ہوگی، جو شخص چاہے اسلام قبول کر لے اور جو چاہے اپنے مذہب پر قائم رہے، ہماری طرف سے کوئی تعارض نہ ہوگا۔ سلطان محمد تغلق، تغلق خاندان کا مشہور حکمران ہوا ہے، اس کے مزاج میں جدت پسندی بھی تھی اور ہنرمندی بھی تھی اور

بہادری بھی تھی، بلاشبہ بغاوتوں کو دبانے میں اس نے تشدد اور سخت گیر کاروبار اختیار کیا لیکن عام حالات میں اس کے اندر شرافت، عدل پسندی اور رواداری تھی، اس کی انصاف پسندی کا تذکرہ مشہور سیاح ابن بطوطہ (متوفی 1378ء) نے کیا ہے، اس نے اپنے سفر نامے میں یہ درج کیا ہے کہ ایک ہندو امیر نے قاضی کی عدالت میں یہ شکایت پیش کی کہ سلطان نے اس کے بھائی کو بلا سبب مار ڈالا ہے، عدالت کی نظر میں تو سب برابر ہوتے ہیں، چنانچہ قاضی نے سلطان محمد تغلق کو اپنی عدالت میں طلب کیا، وہ بغیر کسی غرور و پندار کے قاضی کی عدالت میں حاضر ہو گیا، اور سلطان بھی اتنا حلیم اور انصاف کے تقاضوں کا جاننے والا تھا کہ اس نے پہلے قاضی کو یہ کہلا بھیجا کہ جب وہ عدالت میں حاضر ہو تو اس کی تعظیم بالکل نہ کی جائے، اور اس کے ساتھ مدعی کے ساتھ برابری کا معاملہ کیا جائے، سلطان قاضی کے سامنے حاضر ہوا قاضی نے سلطان کے خلاف پورے مقدمے کی سماعت اور آخر میں اس نے اپنا یہ فیصلہ سنایا کہ سلطان یا تو مدعی کو راضی کر لے اور اسے خون بہا قبول کرنے پر آمادہ کر لے، ورنہ سلطان کے خلاف قصاص کا حکم نافذ ہوگا، سلطان نے کسی طور سے مدعی کو راضی کر لیا، اور اس طرح سے اس کی گلو خلاصی ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ قاضی کو بھی انصاف کے مطابق فیصلہ کرنا تھا، اور سلطان کو بھی انصاف کے فیصلے کو قبول کرنا

تھا، یہ واقعہ جسے ابن بطوطہ نے بیان کیا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے دور حکومت میں عدل و انصاف کرنے میں ہندو اور مسلمان کے درمیان تفریق نہیں کی جاتی تھی۔

ایک ہندو مورخ پروفیسر امیشوری پرشاد نے سلطان محمد تغلق کے بارے میں لکھا ہے کہ: ”ہندوؤں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جانے لگا، اور حکمران طبقہ کو بھی رواداری اور معاشرتی پکا نگت کا احساس پیدا ہو گیا، حکمران کو ایسی پالیسی اختیار کرنی پڑی کہ وہ خود بھی رہے اور دوسروں کو بھی رہنے دے، اسی سبب سے محمد بن تغلق نے ہندوؤں کے خلاف کوئی نازیبا روش نہیں اختیار کی بلکہ اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کو عہدے دیئے، اس نے سنی کی رسم پر قدغن لگایا جو اس کی روشن خیالی کی دلیل ہے۔“

بابر بادشاہ نے مرتے وقت اپنے بیٹے ہمایوں کو وصیت کی تھی کہ:

”فرزند من! ہندوستان میں کئی مذاہب کے لوگ رہتے ہیں، اور یہ اللہ کی عنایت ہے کہ اس نے تمہیں ان کی خدمت کا موقع دیا ہے، لہذا ان کے ساتھ بلا تفریق مذہب و ملت اچھا برتاؤ کرنا اور کبھی تعصب کو اپنے دل میں جگہ نہ دینا، اور ہمیشہ سب سے انصاف کرنا۔“

ہندوستان کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد نے کہا:

”شیر شاہ نے ہندو رعایا کی تعلیم کے لئے جاگیریں وقف کیں، ان کا انتظام خود ہندو ہی آزادانہ طور پر کرتے تھے، شیر شاہ

اپنی رواداری کے لئے ہر فرقہ میں مقبول تھا، اس کا ایک فرمان تھا کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہیں بالکل محفوظ رہیں، وہ اپنی عبادت میں بالکل آزاد ہیں، اور ان کی عبادت گاہوں کی جو مسلم حاکم حفاظت نہیں کرے گا، اسے مزول کر دیا جائے گا۔“

تاریخ کی کتابوں نے مسلمانوں کی رواداری کے سیکڑوں واقعات کو محفوظ کر دیا ہے مسلمانوں نے ہندوؤں کے ساتھ رواداری اور خیر سگالی کا معاملہ کیا ہے ان کے ساتھ عام طور پر محبت آمیز سلوک کیا ہے اور نگ زیب نے مندروں کو جاگیریں عطا کیں، مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے فارسی میں ترجمے کرائے تاکہ سب لوگ ان کے مذہب سے واقف ہو سکیں، انہوں نے ہندوؤں کو فوج اور دربار میں عہدے دیئے، انہوں نے اس ملک کو اپنا ملک سمجھا، اور اس کی محبت میں باغات لگوائے، سڑکیں بنوائیں اور مذہب کی بناء پر کوئی تفریق نہیں کی، اب آج ہمارے ساتھ ان کا کچھ بھی سلوک ہو اور ہمارے کھانے پینے کی عادتوں پر وہ کچھ بھی قدغن لگائیں، دار و رسن کا فیصلہ سنائیں، وندے ماترم اور سور یہ نمسکار پر اصرار کریں، پرسن لا ختم کریں، رام مندر زبردستی تعمیر کریں، دینی مدارس پر الزام لگائیں، معصوموں کو نشانہ بنائیں اور آشیانوں میں آگ لگائیں، مسلم تنظیموں پر پابندی عائد کریں اور جو بھی ظلم و زیادتی کریں۔

(بقیہ.....صفحہ.....۲۰.....پر)

# رمضان المبارک اور غزوة بدر

دمل کا ہی نہیں بلکہ ہر شعبہ حیات کا رخ پلٹ کر ظلم سے عدل کی جانب پھیر دیا۔

یہ رمضان المبارک کے شروع کے دن تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ قریش کا قافلہ شام سے واپس آ رہا ہے۔ اسی قافلے میں قریش کے ایک ہزار اونٹ سامان سے لدے ہوئے آ رہی تھے اور اس میں قریش کے پچاس ہزار دینار نقد کی صورت میں موجود تھے اور ابوسفیان بن حرب اس کی سرپرستی کر رہا تھا۔ قریش کے ہر غریب و امیر کا پیسہ اس قافلہ میں لگا ہوا تھا اور ہر گھر قافلے کی واپسی کا شدت سے انتظار کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا۔

.....

”یہ قریش کا کاروان تجارت ہے، جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے، تم اس کی طرف نکلو، عجیب نہیں کہ حق تعالیٰ تم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔“

اس اعلان پر بعض حضرات نے تو بخوشی اس مقابلے کے لئے آمادگی کا اظہار کیا اور بعض حضرات نے یہ سمجھ کر کہ کسی اہم جنگ کا معاملہ نہیں ہے اس لئے اس کے تعاقب پر آمادگی کا ثبوت نہیں دیا۔ ان کا مقصد حکم عدولی نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ رہے تھے کہ نبی علیہ السلام کسی جنگ کے ارادے سے نہیں جا رہے ہیں بلکہ صرف قریش کے قافلے کے ارادے سے نکل رہے

ذلت و رسوائی کی ابتداء بھی اسی غزوة سے ہوئی اور اللہ جل شانہ کی رحمت سے اسلام کو بغیر ظاہری اور مادی اسباب کے محض غیب سے قوت حاصل ہوئی اور کفر و شرک کے سر پر ایسی کاری ضرب لگی کہ کفر کے دماغ کی ہڈی چکنا چور ہو گئی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس دن کو قرآن کریم میں ”یوم الفرقان“ فرمایا، یعنی حق اور باطل میں فرق اور امتیاز کا دن۔ اس غزوة کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”سب سے افضل اور بہتر“۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ”اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر ہیں۔“ (بخاری)

17 رمضان المبارک 2 ہجری میں مدینہ منورہ سے قریب مقام بدر میں یہ اہم غزوة پیش آیا جس نے دنیا کی تاریخ ادیان

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور عبادات کا مہینہ ہے۔ روزہ اور تراویح اپنے ساتھ کئی رونقیں اور بہاریں لے کر آتے ہیں۔ یہی ماہ مبارک قرآن مجید فرقان حمید کے نازل ہونے کی سالگرہ ہے اور یہی ماہ مبارک یوم الفرقان یعنی غزوة بدر کے پیش آنے کا بھی مہینہ ہے۔ بدر کا لفظ ہی کچھ ایسا پرکشش اور روحانی اثرات کا حامل ہے کہ آج صدیاں بیت جانے اور مسلمانوں کی غفلت کے باوجود بھی جب ایک صاحب ایمان بدر کا لفظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اُس کے دل و دماغ میں ایمانی جلیاں کوند پڑتی ہیں، اس کے ایمانی جذبات جوش مارنے لگتے ہیں اور اُس کو اپنا ایمان واضح طور پر بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

ایسا کیوں نہ ہو کہ قرآن عزیز نے جن اہم غزوات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں حیثیت ”غزوة بدر“ کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ یہ غزوة غزوات اسلام میں سب سے بڑا غزوة ہے اور اسلام کی عزت و شوکت کی ابتدا اور کفر و شرک کی

ہیں۔ چنانچہ ابن سعد فرماتے ہیں:

”ابوسفیان کا قافلہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ غزوہ عثیمہ میں دوسو مہاجرین کو ہمراہ لے کر نکلے تھے لیکن قافلہ بچ نکلا تھا۔ اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔ چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لئے عجلت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہو سکے اور یہ سفر چونکہ جہاد و قتال کے لئے نہ تھا اس لئے نہ جانے والوں پر کسی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت نہیں کی گئی۔“

حضور علیہ السلام کے اعلان پر تین سو تیرہ (یا چودہ یا پندرہ) صحابی اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو گئے۔ جلدی نکلنے کی وجہ سے جنگی سامان کی اس قدر کمی تھی کہ سواری کے لئے صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ اور لڑنے کے لئے صرف آٹھ تلواریں اور چھ زر ہیں تھیں۔

یہ بھی رمضان المبارک ہی کے ایمان افروز لمحات تھے کہ جب مسلمانوں کو ایک طرف تو یہ پتہ جلا کہ ابوسفیان کی قیادت میں تجارتی قافلہ بچ نکلا ہے اور دوسری طرف یہ معلوم ہوا کہ ابو جہل کی قیادت میں ایک ہزار کے قریب مشرکین جنگ کے لئے مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے دوبارہ مشورہ ضروری سمجھا،

کیونکہ معاملہ کھنسن تھا، مسلمان بے سرو سامان اور پھر تھوڑی تعداد میں تھے اور انصار کے ساتھ (بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر) صرف یہ معاہدہ طے تھا کہ انصار مدینہ میں رہتے ہوئے حضور علیہ السلام کی امداد کریں گے۔ مدینہ سے باہر نکل کر دشمن پر حملہ کرنے کے لئے انصار سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ لہذا اب اندیشہ یہ پیدا ہو گیا کہ کہیں لشکر کے ساتھ آنا سامان نہ ہو جائے اور جنگ و قتال کی نوبت نہ آجائے۔ ان وجوہات کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔

”اشیدوا علی ایہا الناس۔“  
”لوگو! مجھے مشورہ دو۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اظہارِ جاں نثاری فرمایا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔

”اشیدوا علی ایہا الناس۔“  
تو حضرت مقداد بن اسودؓ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔

”امض لما امرک اللہ، فنحن معک، واللہ لا نقول کما قال بنو اسرائیل لموسیٰ۔“ اذہب انت و ربک فقاتلا انا ہننا قاعدون۔“ و لکن اذہب انت و ربک فقاتلا انا معکما مقاتلون۔“

”یا رسول اللہ! جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم نبی اسرائیل کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارے رب جا کر لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار جہاد و قتال کرے ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے۔“

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی نگاہ مبارک سے کسی بات کے طالب نظر آرہے تھے۔ یہ دیکھ کر انصار میں سے حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا۔

”یا رسول اللہ! ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ شاید آپ انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہاں۔“

تو حضرت سعد بن معاذؓ نے جاں نثاری تقرر کرتے ہوئے فرمایا:

”اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اس پر ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق بھی دے چکے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! آپ مدینہ سے کسی اور ارادے سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا کر دی، جہاں چاہیں تشریف لے چلیں،

جس سے چاہیں تعلقات قائم کریں اور جس سے چاہیں تعلقات توڑ دیں، جس سے چاہیں صلح کریں اور آپ جس سے چاہیں دشمنی کر لیں۔ (اور اے اللہ کے رسول!) آپ ہمارے اموال میں سے جتنا چاہیں لے لیں اور جتنا چاہیں ہمیں دے دیں اور جو آپ ہمارے اموال میں سے لیں گے وہ ہم کو زیادہ محبوب ہوگا بہ نسبت اس کے جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے اور آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تابعداری کریں گے اور آپ ”برک الغناذ“ تک جانا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ ضرور جائیں گے، ہم اس اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس نے آپ کو یہ دین حق عطا فرمایا ہے، اگر آپ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی پیچھے نہیں رہے گا۔ دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہم پر بار نہیں، ہم جنگ میں دشمن سے لڑتے وقت ثابت قدم رہتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے وہ عمل آپ کو دکھلائیں گے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے بھروسے پر چلیے۔“

یہ بھی رمضان المبارک کا ہی واقعہ ہے کہ جب مجاہدین بدر کے میدان کی طرف روانہ ہو رہے تھے تو ایک صحابی جن کا نام عمیر بن ابی وقاص تھا ان کی عمر صرف سولہ سال تھی، یہ بھی ذوق و شوق کے ساتھ

چل پڑے، ان کو ڈرتھا کہ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوٹا سمجھ کر واپس نہ کر دیں چنانچہ پورے راستے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہوں سے بچتے رہے۔

ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص نے ان سے چھپنے کی وجہ پوچھی تو عمیر نے کہا: ”مجھے ڈر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کم سن سمجھ کر واپس نہ فرمادیں، میں اس جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔“ ان کو جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوٹا سمجھ کر واپس فرمانا چاہا تو یہ رونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑا اثر ہوا اور آپ نے انہیں شرکت کی اجازت دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نوعمر صحابی کی تمنا کو پورا کیا اور یہ شہداء غزوة بدر میں شامل ہوئے۔

مہاجرین انصاری کی یہ تقاریر سن کر اور اپنے جاننا صحابہ کا یہ حال دیکھ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مسرت سے ٹٹٹھا اٹھا اور آپ نے ارشاد فرمایا۔

”اب اللہ کے نام پر آگے بڑھو اور بشارت حاصل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ”ابو جہل یا ایوسفیان کو دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کرے گا۔“ اور خدا کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے اور قسم بخدا! میں جنگ سے قبل ابھی سے قوم کے سرداروں کی قتل

گاہ کو دیکھ رہا ہوں۔“

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر پہنچ کر زمین پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس جگہ فلاں قریشی مارا جائے گا اور یہاں فلاں قتل ہوگا۔

یہ بھی رمضان المبارک ہی کے دن تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بدر پہنچے، جہاں قریش نے پہلے سے پہنچ کر پانی کی چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا اور مناسب جگہوں کو اپنے لئے چھانت لیا تھا، بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ مناسب جگہ، ریتیل میدان تھا جہاں چلنا ہی دشوار تھا، ریت میں پیرھنس جاتے تھے۔ حق تعالیٰ نے بارش فرمائی، جس کی وجہ سے ریت جم گئی اور پانی بھی مل گیا اور جہاں مشرکین کھڑے تھے وہاں کچھڑ ہو گیا اور ان کے لئے دشواری پیدا ہوئی۔

غرض اسی حالت میں دونوں فریق جنگ کے لئے صف آرا ہوئے۔ تو اول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا اور پھر اس عریش (خس پوش جمونپڑی) کے نیچے جا کر جو آپ کے لئے میدان جنگ میں بنادی گئی تھی بارگاہ الہی میں الحاح و تصرع کے ساتھ دعا شروع کی۔

”اللهم انجزلی ما وعدتني اللهم ان تهلك هذه العصابة من

اهل الاسلام لا تعبد في الارض۔  
 ”اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ  
 (نصرت) فرمایا اس کو پورا فرما۔ اے اللہ! اگر  
 یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر خطہ زمین  
 پر کوئی تیرا عبادت گزار باقی نہ رہے گا۔“  
 دعا کے دوران آپ کی لپکی بندھ گئی تھی  
 اور چادر مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔  
 یہ دیکھ کر صدیق اکبر آپ کے قریب آئے  
 اور عرض کیا ”اللہ کے رسول! اس کیجئے اللہ  
 تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔“  
 آخر یہی ہوا کہ ہر قسم کے ناسازگار  
 حالات اور اس درجہ کمزوری کے باوجود  
 مسلمانوں کو غیبی نصرت و امداد نے با مراد  
 اور کامیاب کیا، فتح و نصرت نے قدم چومے  
 اور تاریخ عالم کا ایک بے نظیر اور حیرت انگیز  
 انقلاب پیش کر دیا۔

.....

یہ بھی رمضان المبارک کی روح پرور  
 گھڑیاں تھیں جب دونوں لشکر کسٹم کٹھا  
 ہوئے اور ایک دوسرے سے بالکل قریب  
 ہو کر جنگ شروع ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 ”چلو بڑھو اس جنت کی طرف جس کی  
 چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔“  
 عمیر بن الحمام نے یہ جملہ سنا تو عرض کرنے  
 لگے: ”یا رسول اللہ وہ جنت آسمانوں اور  
 زمین کے برابر ہے؟“  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہاں“ کہنے لگے: ”واہ واہ۔“  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ  
 بات کیا کہہ رہے ہو؟“  
 انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ!  
 اور کوئی بات نہیں یہ میں صرف اس خیال  
 سے کہہ رہا ہوں کہ شاید میری قسمت میں  
 بھی یہ جنت ہو۔“  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”ہاں ہاں تمہیں یہ جنت نصیب ہوگی۔“  
 اس کے بعد انہوں نے اپنے ترکش  
 سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے پھر  
 اچانک کہنے لگے:

”اگر میں نے ان کھجوروں کے ختم  
 کرنے کا انتظار کیا تو بہت دیر لگا دوں گا،  
 اتنا جینے کی تاب نہیں۔“  
 یہ کہہ کر جو کھجوریں رہ گئیں تھیں  
 پھینک دیں اور میدان جنگ میں کود بڑے  
 بالا خر شہادت سے سرفراز ہوئے اور غزوہ  
 بدر کے پہلے شہید قرار پائے۔

.....

پھر رمضان المبارک میں خدائی مدد کا  
 ایسا ظہور ہوا کہ غزوہ بدر میں مشرکین کے  
 بڑے بڑے آدمی مارے گئے اور دشمنوں  
 کے بھر اکٹڑ گئے، وہ بھاگتے تھے لیکن  
 بھاگنے کا موقع نہ پاتے تھے۔ چنانچہ ان  
 کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر گرفتار اور باقی  
 نے راہ فرار اختیار کی۔ تاہم بائیس مجاہدین  
 نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

معرکہ بدر ایک ہنگامی معرکہ نہیں تھا  
 بلکہ اس نے قریش کی قوت کا ہمیشہ کے لئے  
 خاتمہ کر دیا اور مسلمانوں کے لئے اعلاء کلمۃ  
 اللہ کی راہیں کھول دیں اور یہ جنگ صرف  
 مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان حق و  
 باطل کا معرکہ ہی نہیں بلکہ جس زمانے میں  
 یہ واقعہ پیش آیا اس وقت دنیا ایک موڑ پر  
 کھڑی تھی۔ صفحہ عالم پر اگر بدر کا معرکہ پیش  
 نہ آتا اور مشرکین مکہ کو شکست نہ ہوتی تو  
 بلاشبہ نہ صرف حجاز اور عرب و عجم بلکہ کائنات  
 کا ہر ایک بحر و بر ظلم، سرکشی اور باطل سے  
 دوچار رہتا۔ صدائے اسلام فنا ہو جاتی اور  
 جذبات حق مٹ کر رہ جاتے۔ اس لئے خدا  
 کا یہ عظیم الشان احسان صرف مسلمانوں ہی  
 کے لئے نہیں تھا بلکہ تمام کائنات انسانی پر  
 احسان عظیم تھا۔

غزوہ بدر کو قرآن مجید نے بہت  
 اہتمام اور شان و شوکت سے بیان کیا ہے۔  
 آدھے پارے پر مشتمل سورۃ الانفال تقریباً  
 مکمل ہی اس کے حالات و واقعات پر مشتمل  
 ہے۔ قرآن مجید قیامت تک کے لئے  
 کامیابی کی ضمانت اور نجات کا پیغام ہے،  
 اس لئے جب تک مسلمان قرآن مجید  
 پڑھتے رہیں گے بدر کے روح پرور تذکرے  
 بھی ہوتے رہیں گے اور بدر کے ماننے  
 والے رب کی نصرتوں پر یقین کر کے غزوہ  
 بدر جیسے میدان بھی جیتے رہیں گے۔

○○○

چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو پکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔

احادیث متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہ، تابعین اور توح تابعین کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے سببا سفر قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے

ثابت ہے کہ اسراء و معراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں، بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا، بلکہ ایک جسمانی سفر اور یعنی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی

قدرت سے صرف رات کے ایک حصہ میں مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے تو

ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہو جاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل

# معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس واقعہ کا ذکر سورہ نجم کی آیات میں بھی ہے: (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى. فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى) (سورہ نجم، آیت: 8-10) پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آ گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمائی تھی وہ نازل فرمائی۔

سورہ النجم کی آیات 13-18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں: (وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى. عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى. عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى، إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى، مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَفَى. لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى)

اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس، جس کا نام سدرۃ المنتہی ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں

اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق مورخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہے، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال 27 رجب کو 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، جیسا کہ علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”مہر نبوت“ میں تحریر فرمایا ہے۔

اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورہ نبی اسرائیل (سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى) (سورہ اسراء، آیت: 1) میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے، جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں تعدج ہی یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لئے اس سفر کا نام معراج ہو گیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

## واقعہ معراج کا مقصد

واقعہ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورہ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائی۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عظیم الشان مقام و مرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر، حتیٰ کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا اور نہ ملے گا..... نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتمم بالشان عمل اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں، بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر، بلند و اعلیٰ مقام پر، معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیت نماز کا تحفہ بذات خود اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ جل شانہ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ نماز میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے مناجات ہوتی ہے۔

## واقعہ معراج کی مختصر تفصیل

اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سونے کا

طشت لایا گیا، جو حکمت اور ایمان سے بڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا، جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیائے کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرا آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد البیت المعمور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا، جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں، جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرة المنتہی تک لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان

## نماز کی فرضیت

اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمائی تھی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کر دی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا

ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی "لا یبدل القول الذی مکرمے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے۔ یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں۔ غرض کہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔

نماز کی فرضیت کے علاوہ دیگر دو انعام اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل و کرم کی وجہ سے پانچ نماز کی ادائیگی پر پچاس نماز کا ثواب دیا جائے گا۔

1- سورۃ البقرۃ کی آخری (آیت ۱۷۸) (من الرسول سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔

2- اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے، یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے، بلکہ توبہ سے معاف ہو جائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

معراج میں دیدار الہی زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آ رہا ہے

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں؟ اور اگر رویت ہوئی تو وہ رویت بصری تھی یا رویت قلبی تھی؟ البتہ ہمارے لئے اتنا مان لینا ان شاء اللہ کافی ہے کہ یہ واقعہ برحق ہے، یہ واقعہ رات کے صرف ایک حصہ میں ہوا، نیز بیداری کی حالت میں ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔

قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا

رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیائے کرام کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرام سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہ کے دربار میں حاضری، جنت و دوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آ رہا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ

عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے احوال دریافت کئے گئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روشن فرمادیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلیم میں تشریف فرماتے۔ قریش مکہ سوال کرتے جا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے جا رہے تھے۔

سفر معراج کے بعض مشاہدات اس اہم و عظیم سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں کے احوال بھی دکھائے گئے، جن میں سے بعض گناہگاروں کے احوال اس جذبہ سے تحریر کر رہا ہوں کہ ان گناہوں سے ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔

کچھ لوگ اپنے سینوں کو ناخنوں سے چھیل رہے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخن تانے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل

علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں۔ (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔ (ابوداؤد)

### سود خوروں کی بد حالی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرانی گئی میں ایسے لوگوں پر بھی گزرا، جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے جیسے (انسانوں کے رہنے کے) گھر ہوتے ہیں، ان میں سانپ تھے، جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے، کچل جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہو جاتے تھے جیسے پہلے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا، ختم نہیں ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ لوگ نماز میں کاہلی کرنے والے ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء

والمعراج، شیخ مفتی عاشق الہی)

### زکوٰۃ نہ دینے والوں کی بد حالی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کی شرم گاہوں پر آگے اور پیچھے چوہنڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ و بیل کی طرح چرتے ہیں اور کانٹے دار و خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء و المعراج، شیخ مفتی عاشق الہی)

### سر اہوا گوشت کھانے والے لوگ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سزا ہوا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سزا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے، مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک اسی کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ عورتیں ہیں جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔ (انوار السراج فی ذکر الاسراء و المعراج، شیخ مفتی عاشق الہی)۔

### سدرۃ المنتہی کیا ہے؟

احادیث میں سدرۃ المنتہی اور سدرۃ المنتہی دونوں طرح استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں سدرۃ المنتہی استعمال ہوا ہے۔ سدرۃ کے معنی پیر کے ہیں اور منتہی کے معانی انتہا ہونے کی جگہ کے ہیں۔ اس درخت کا یہ نام رکھنے کی وجہ صحیح مسلم میں اس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اسی پر منتہی ہو جاتے ہیں اور جو بندوں کے اعمال نیچے سے اوپر جاتے ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں، یعنی آنے والے احکام پہلے وہاں آتے ہیں، پھر وہاں سے نازل ہوتے ہیں اور نیچے سے جانے والے جو اعمال ہیں وہ وہاں ٹھہر جاتے ہیں، پھر اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کوئی خاص عبادت ہر سال ہمارے لئے مسنون یا ضروری نہیں ہے۔ تاریخ کے اس بے مثال واقعہ کو بیان کرنے کا اہم مقصد یہ ہے کہ ہم اس عظیم الشان واقعہ کی کسی حد تک تفصیلات سے واقف ہوں اور ہم ان گناہوں سے بچیں جن کے ارتکاب کرنے والوں کا برا انجام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر امت کو بیان فرمایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ○○

عبدالملک مجاہد

# اخلاص نبویؐ کے سخت واقعات

سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم، عنود و رگزر کو ملاحظہ کیجئے۔ یہ آپ کا اعلیٰ اخلاق تھا کہ آپ نے یہ حکم نہیں دیا: جاؤ! اس قسم کی باتیں کرنے والے کو بلا کر لاؤ۔ وہ تو واجب القتل ہے، اسے تو جیل میں ڈالنا چاہئے بلکہ یہ الزام لگانے والے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں کہا۔

میں عادل نہیں ہوں تو دنیا میں کون عادل ہے؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی تھی کہ آپ نے حنین کے مال غنیمت میں سے بعض معروف شخصیات کو تالیف قلوب کے لئے زیادہ حصہ دیا۔ ان میں قریش کے سرداروں کے علاوہ بعض بدوی قبائل کے سرداران بھی شامل تھے۔ اقرع بن جابس، عقیم کا سردار تھا، اسے سو اونٹ عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ قیس بن عدی، سہیل بن عمرو، حویطب بن عبدالعزیٰ اور عیینہ بن حصن کو سو اونٹ دیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر چند رؤسائے عرب کو بھی نوازا۔ انہیں دوسرے لوگوں پر مقدم رکھا۔ اتنے میں ایک آدمی نے یہ ہرزہ سرائی کی کہ اللہ کی قسم! یہ تقسیم ایسی ہے جس میں عدل نہیں ہوا اور نہ ہی اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی

پیش نظر رکھی گئی ہے۔

بدوی کی اس ہرزہ سرائی کو سیدنا عبداللہ بن مسعود صحت رہے تھے۔ دل میں سوچا کہ میں اس کی بجواس کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور عرض کروں گا۔ عبداللہ بن مسعود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور انہیں اس بدوی گفتگو اور ہرزہ سرائی سے مطلع کر رہے ہیں۔

اللہ کے رسول پر یہ بے بنیاد الزام تھا۔ آپ سے بڑھ کر عدل و انصاف کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ چہرہ اقدس سرخ ہو گیا۔ ارشاد فرمایا: ”اگر اللہ اور اس کا رسول عدل و انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟“

اور پھر اس صابر و شاکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ کو یاد کیا۔ اور آپ کی تواضع کو دیکھئے، ارشاد فرما رہے ہیں: ”اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، ان کو اس

ادھر سیدنا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں تمہیہ کر لیا کہ آج کے بعد اس قسم کی بات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہنچاؤں گا۔ (صحیح البخاری، حدیث: 3150، صحیح مسلم، حدیث: 1062، والسیرۃ النبویۃ للصلابی: 2/568)

جو چیز تمہاری ہے ہی نہیں اس میں نذر کیسی؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق صرف مسلمانوں یا عامۃ الناس ہی کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ کے اخلاق اور آپ کی رحمت سے حیوانات اور شجر و حجر بھی استفادہ کرتے تھے۔

آئیے حیوانات کے ساتھ آپ کی رحمت کے حوالے سے ایک واقعہ پڑھتے ہیں: ایک مرتبہ مدینہ طیبہ پر دشمنوں نے

شب خون مارا اور جاتے وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی لے گئے اور انصاری عورت کو بھی قیدی بنا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اونٹنی کا نام ”الغصباء“ تھا اور یہ بہت زیادہ تیز دوڑتی تھی۔ جب کبھی اونٹوں کے دوڑ کا مقابلہ ہوتا یا لشکر کے ساتھ چلتی تو یہ سب سے آگے ہوتی، اس لئے یہ مدینہ طیبہ کے لوگوں میں بڑی مشہور تھی۔

شب خون مارنے والے لوگ جب اپنی ہستی میں پہنچے تو انہوں نے اس عورت کو رسیوں سے باندھ دیا۔ اس عورت نے سوچنا شروع کیا کہ وہ کس طرح ان کے چنگل سے آزاد ہو سکتی ہے۔ رات کا وقت تھا، یہ لوگ تھکے ہوئے تھے۔ اپنے بازوؤں اور گھروں کے سامنے ہی سو گئے۔ ادھر یہ عورت جاگتی رہی، اسے کیسے نیند آ سکتی تھی؟ اس نے کسی نہ کسی طرح اپنی رسیاں کھول لیں اور اپنے آپ کو آزاد کر لیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا کہ لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔ وہ اونٹوں کی طرف متوجہ ہوئی کہ ان میں سے کسی پر بیٹھ کر مدینہ طیبہ پہنچ جائے۔

جب وہ ایک اونٹ کے قریب ہوئی تو اس نے بلبلانا شروع کر دیا۔ عورت کو یہ بھی خوف تھا کہ کہیں لوگ جاگ نہ جائیں۔ وہ دوسرے اونٹ کے قریب ہوئی تو اس نے بھی آوازیں لگانا شروع کر دیں۔ وہ

تیسرے اور چوتھے اونٹ کے پاس گئی، چونکہ اونٹ اس کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے اسے دیکھ کر بلبلانے لگے۔ جب وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ”الغصباء“ کے پاس گئی تو اونٹنی سدھائی ہوئی تھی، اس لئے وہ خاموش رہی۔ اس عورت نے اس کی رسی کھولی، پلک جھپکتے اس پر سوار ہو گئی، اسے ہنکارا، چلنے کا اشارہ کیا تو وہ چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد اونٹنی کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ وہ ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ اس کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف تھا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ اونٹنی پورے مدینہ طیبہ میں معروف تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بہت تیز دوڑتی ہے۔ اونٹوں کی ایک خوبی ہے کہ وہ اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتے۔ اونٹنی نے مدینہ طیبہ کی طرف اپنے گھر کا رخ کیا، ادھر تھوڑی دیر بعد وہ لوگ بھی جاگ پڑے۔ دیکھا کہ عورت بھاگ گئی ہے اور اونٹنی بھی غائب ہے۔ وہ اپنے اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں اور اونٹنی کا پیچھا کرتے ہیں۔ مگر ”الغصباء“ بہت تیز رفتار تھی۔ وہ ان کی پہنچ سے دور جا چکی تھی، لہذا مایوس ہو کر واپس آ گئے۔

یہ واقعہ جس کی اصل صحیح مسلم اور مسند احمد میں ہے، اس کے راوی عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ اس عورت نے اس اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے یہ نذرمان لی کہ اگر یہ صحیح سلامت اسے مدینہ طیبہ لے گئی تو وہ

اسے ذبح کر دے گی۔ الغصباء اسے لئے مدینہ طیبہ پہنچ جاتی ہے۔ اس عورت کو قطعاً معلوم نہ تھا کہ یہ اونٹنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

لوگوں نے اونٹنی کو دیکھا تو کہنے لگے: یہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ”الغصباء“ ہے۔ عورت کہنے لگی: میں نے تو نذرمانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی تو میں اسے ذبح کر دوں گی۔ لوگوں نے اس پر تعجب کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا۔

قارئین کرام! اب دیکھئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ایک حیوان کے ساتھ رحمت اور شفقت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ”اس خاتون نے اس بے زبان کے احسان کا بہت برا بدلہ دیا ہے۔“ مراد یہ کہ وہ اسے دشمنوں کے چنگل سے چھڑا کر لائی اور یہ اس کا بدلہ اس طرح دے رہی ہے کہ اسے ذبح کرنے کے درپے ہے۔

قارئین کرام! اس موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اصول اور قانون بیان فرمایا: ”گناہ کے کاموں کی نذر کو پورا نہیں کیا جائے گا۔ جس چیز کا کوئی شخص مالک نہیں ہے اس کے بارے میں وہ نذر نہیں مان سکتا۔“ یہ خاتون اس اونٹنی کی مالک تو نہ تھی، لہذا اسے کیسے اور کہاں سے

اجازت مل گئی کہ اسے ذبح کرے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1641، و مسند احمد: 432/4-434)

خندق والوں سے کہو، کھانے کے لئے آجائیں

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی ایک علامت یہ بھی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر ایثار اور قربانی کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو پڑھ کر دیکھیں کہ آپ نے ساری زندگی دکھ اور تنگی برداشت کر کے لوگوں میں خوشیاں تقسیم کی ہیں۔ یہ جو واقعہ ہم پڑھنے جا رہے ہیں یہ بلاشبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، مگر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں سے کس قدر محبت فرماتے تھے، ہر مشکل اور تنگی کے وقت ان کے کام آتے تھے۔

غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی ہو رہی ہے۔ ایک ہزار صحابہ کرام خندق کھود رہے ہیں۔ ان میں انصار اور مہاجرین بھی شامل ہیں۔ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی براہ راست نگرانی کر رہے ہیں۔ آپ خود بھی بنفس نفیس کھدائی میں عملاً شریک ہیں۔ شدید سرد اور بہت تیز ہوا چلتی تھی۔ تنگ دستی بھی تھی۔ صحابہ کرام اپنے ہاتھوں سے مٹی کھودتے اور

اسے پشت پر اٹھا کر پھینکتے۔ صحابہ کرام کھاد جنگ پر ہی دن رات گزارتے تھے۔ مگر جانے کی اجازت نہ تھی۔ انہیں اکثر و بیشتر اوقات کھانے کے لئے کم ہی ملتا۔ ان حالات میں ایک انصاری صحابہ بشیر بن سعد کی بیٹی کو اس کی والدہ عمرہ بنت رواحہ نے بلایا۔ ماں کے دونوں ہاتھوں میں کھجوریں ہیں، بیٹی کے دامن میں ڈال کر کہنے لگیں: بیٹی! یہ ناشتہ اپنے والد اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ کو پہنچا دو۔

جب وہ کھجوریں لے کر خندق کے موقع پر پہنچیں اور اپنے والد اور ماموں کو تلاش کرنے لگیں تو اس دوران میں ان کا گزر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ہوا۔

بشیر بن سعد کی بیٹی کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو بڑی محبت سے فرمایا: ”بیاری بیٹی ادھر آؤ، تم کیا لے کر آئی ہو؟“

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کچھ کھجوریں ہیں، میری ماں نے مجھے دی ہیں کہ میرے والد بشیر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ ان سے ناشتہ کر لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انہیں یہاں لاؤ۔“

میں نے کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ڈال دیں۔ کھجوریں بس اتنی سی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

دونوں ہاتھ بھی نہ بھرے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ تین سو گرام کھجوریں تھیں۔

آپ نے حکم دیا کہ ایک کپڑا لایا جائے۔ کپڑا لایا گیا تو اسے زمین پر بچھا دیا گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کھجوریں اس کپڑے پر ڈال دیں۔ کھجوریں سارے کپڑے پر بٹھر گئیں۔

قارئین کرام! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کو ملاحظہ کریں کہ آپ نے صرف مخصوص لوگوں کو دعوت نہیں دی بلکہ قریب بیٹھے ہوئے شخص سے فرمایا: ”خندق کھودنے والوں کو آواز دو کہ وہ آ کر کھانا کھالیں۔“

لوگوں نے آواز سنی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگتے چلے آ رہے ہیں۔ چادر کے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم ہے۔ وہ کھجوریں کھا رہے ہیں۔ یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ کھجوریں ہیں کہ برابر بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ تمام اہل خندق سیر ہو کر چلے گئے، ادھر کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے اطراف میں گرتی رہیں۔ (السيرۃ النبویۃ لابن ہشام: 229، 228/3، ودلائل النبوة، للبخاری: 4، 27/3، ودلائل النبوة للاصبہانی: 500-499/2)



## سوال و جواب

ہاتھ اٹھائیں، حدیث میں ہے: **والمروءة تجعل یدہا حداءہ لذیہا** (عورت اپنے دونوں ہاتھوں کو سینہ کے محاذات نہیں کرے گی۔ (مسند احمد-3/75) اسی طرح مرد کے لئے واجب الستر حصہ ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورتوں کے لئے چند اعضاء کو چھوڑ کر پورا بدن واجب الستر ہے۔ یہ حکم مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے دیکھئے کتاب ”مسئلی اختلافات اور راہ اعتدال“۔

ص: نماز میں زبان سے نیت کرنا کیسا ہے، بعض جگہ سنا ہے کہ بدعت ہے، اور بعض جگہ سنا کہ افضل ہے دونوں میں صحیح کیا ہے؟  
ج: نیت کا مطلب دل سے ارادہ کرنا ہے، اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے، ضروری نہیں ہے۔ احتاف کا مسلک یہی ہے، زبان سے نیت کرنے کو بدعت بعض دوسرے مسالک والے کہتے ہیں۔ (ہندیہ-1/65)

ص: ہندہ میری بیٹی ہے، نو سال پہلے اس کے شوہر نے کہا کہ اگر گھر نہیں جاؤ گے تو سمجھ لینا کہ طلاق، اور میری بیٹی اس کے گھر نہیں گئی، اس واقعہ کو نو سال گزر گئے ہیں۔ اس کے بعد ندوہ لینے آیا نہ خرچ دیا، اس نے دوسری شادی بھی کر لی تو کیا طلاق پڑ گئی تھی اور کیا ہندہ کی شادی کہیں الگ کرانی جاسکتی ہے؟

ج: اگر الفاظ وہی تھے جو سوال میں ذکر کئے گئے اور ہندہ اس وقت اس کے ساتھ نہیں گئی تھی تو طلاق پڑ چکی ہے، اور چونکہ نو سال گزر چکے ہیں۔ لہذا عدت بھی پوری ہو چکی ہے اور ہندہ کی شادی کہیں بھی کی جاسکتی ہے۔

(شامی-2/535 فتاویٰ دارالعلوم-10/44)

ہوگی۔ (کفایۃ المفتی-4/254)

ص: اپنی حقیقی بیوہ بہن کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟

ج: اگر محتاج ہے تو اس کو دینا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ افضل ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ اپنے اقارب پر صدقہ کرنے پر دگنا اجر ملتا ہے، ایک صدقہ کرنے کا، دوسرے صلہ رحمی کرنے کا۔ (لیکن اصول اور فرورع کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے)۔ (ہندیہ-1/190)

ص: عورت اور مرد کی نماز میں جو فرق ہے کیا وہ حدیث سے ثابت ہے، اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

ج: عورت اور مرد کی نماز میں جو فرق ہے وہ احادیث سے ثابت ہے، مثلاً: عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ سجدہ اس طرح کریں کہ رانیں پیٹ سے لگی رہیں۔ اس کے بارے میں حدیث میں ہے: **عن عمران بن حصین..... فاذا سجدت الصفت بطنها علی فخذیها کاستر ما یکون**۔ (مسند احمد-3/334) (جب عورت سجدہ کرے تو اسے پیٹ کو دونوں رانوں سے ایسے ڈھنگ سے ملا لے جس میں زیادہ ستر ہو) اسی طرح مردوں کے لئے افضل یہ ہے کہ تحریر کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ سینہ تک

ص: کیا زکوٰۃ کا پیسہ کسی مدرسہ کے طالب علم کو خوراک یا تعلیمی فیس ادا کرنے کیلئے دیا جاسکتا ہے؟  
ج: اگر غریب اور نادار طالب علم ہے جو زکوٰۃ کا شرعی طور سے مستحق ہے تو اس کو ان فیوس کے لئے زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں، لیکن زکوٰۃ کی رقم ان فیوس کے لئے کبھی اپنی اولاد کو نہیں دے سکتے۔ (ہندیہ-14/189)

ص: زکوٰۃ کی رقم سے کپڑا یا ضرورت کا کوئی سامان خرید کر گھر کی خادمہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟  
ج: اگر خادمہ محتاج ہے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم بھی دی جاسکتی ہے، اور ضرورت کا کوئی سامان بھی خرید کر دیا جاسکتا ہے۔ شرط میں یہ ہے کہ خادمہ کی تنخواہ یا معاوضہ کے طور پر نہیں بلکہ الگ سے دیا جائے۔ (ہندیہ-1/190)

ص: ایک شخص کے پاس صرف تین تولہ سونا ہے، چاندی کچھ بھی نہیں ہے، البتہ نقد پیسہ اس کے پاس رہتا ہے جس میں سے وہ خرچ کر لیتا ہے اور پھر پیسہ جمع کر لیتا ہے، اس طرح وہ سال بھر کرتا ہے تو کیا سال گزرنے پر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

ج: اگر اتنے روپیوں پر سال گزر جاتا ہے جن کو تین تولہ سونے سے ملائیں تو دونوں کی قیمت چاندی کے نصاب (یعنی 612 گرام چاندی) کے برابر ہو جاتی ہے تو بہتر یہی ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے، لیکن روپیوں پر سال نہیں گزرتا تو زکوٰۃ واجب نہیں

بے شک تم عموماً کو چھوڑ کر مردوں کے پاس اپنی نفسانی خواہش پوری کرنے کے لئے آتے ہو، بلکہ تم خود سے گزر گئے ہو، تو ان کی قوم کا جواب صرف یہی تھا کہ انہوں نے کہا: ان کو اپنی ہستی سے نکال دو، (اور طہراً کہا): بے شک یہ بڑے پارسا لوگ ہیں۔“  
(الاعراف 80-82)

حسی لذتیں دو ہیں: ایک لذت ذائقہ، طبی اعتبار سے یہ وہ نرم و نازک ریشہ ہے جو زبان کی لعاب اور جھلی کی بالائی سطح پر ہوتا ہے اور تالو کے نرم حصے اور گالوں کے اندرونی حصے میں ہوتا ہے۔ دوسری لذت جنس: یہ دونوں لذتیں چند لمحوں کے لئے ہوتی ہیں اور ان کے حصول کے لئے انسان آخرت کی ابدی اور دائمی نعمتوں، راحتوں اور لذتوں کو قربان کر دیتا ہے۔ کتنا بد نصیب ہے یہ انسان کہ اتنے گھائے کا سودا کرتا ہے، کاش کہ اسے ہوش آ جائے اور حقیقت کو جان لے۔ اسی کیفیت کو شریعت نے دل کی بیماری (یہاں طبی بیماری مراد نہیں ہے، بلکہ نفسانی بیماری مراد ہے)، دل اور کانوں پر مہر لگنے اور آنکھوں پر پردہ پڑنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اسے مرض، ختم، طبع، اغفال (غافل کر دینے) اور قسوت

(سنگدلی) سے تعبیر کیا ہے۔ جس طرح میلے کھیلے اور داغ دھے والے کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے واشنگ مشین میں ڈالا جاتا ہے اور واشنگ پاؤ ڈر اور کیمیکل کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نفس، قلب، ذہن، فواد اور روح کی واشنگ مشین صرف اور صرف توبہ ہے، خالص، سچی اور سچی توبہ جسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ”توبۃ الصوح“ سے تعبیر فرمایا ہے۔ لیکن اُس کی قبولیت کی بھی ایک حد ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ نے صرف اُن لوگوں کے لئے توبہ کی قبولیت اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی ہے، جو نادانی میں گناہ کر بیٹھیں، پھر عقرب (احساس ہونے پر) توبہ کر لیں، تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بہت حکمت والا ہے اور اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو (مسلسل) گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت سر پر آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے: میں نے اب توبہ کی اور نہ ہی اُن لوگوں کی توبہ قبول ہے جن کی موت حالتِ کفر پر واقع ہوتی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء 17-18)

ہم نے تاریخ میں ان کے ساتھ دشمن کا نہیں بلکہ عام طور پر دوست کا معاملہ کیا ہے اور اس وقت دل کا کچھ بھی حال ہو اور وہ چاہے کتنی ہی دشمنی پر اتر آئیں ہم اب بھی ان کو دوست سمجھیں گے اور ان کے ساتھ شریفانہ معاملہ کریں گے اور شریفانہ طریقہ سے ان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے کہ ہمارے مذہب نے اسی کی تعلیم دی ہے کہ برائی کا بدلہ بہترین نیکی اور بہتر حسن سلوک سے دو اور اس طرح جس سے دشمنی ہے وہ تمہارا بہترین دوست بن جائے گا۔ بعض صوفیاء کرام نے اور علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں توحید کا عقیدہ بھی پایا جاتا ہے اور اس نام ان کے یہاں مجازی خدا ہیں، بقول شاعر نشو و واحدی:

حسن بے حجاب پر ایک پردہ ڈال دو  
تم اسے صنم کہو میں اسے خدا کہوں  
مشہور مورخ صباح الدین عبدالرحمن نے مسلم حکمرانوں کی رواداری کے موضوع پر پوری کتاب لکھ ڈالی ہے اور دارالمصنفین سے اس کا ہندی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ضرورت ہے کہ پارلیمنٹ میں بی جے پی کے ممبروں اور وشو ہندو پریشد کے قائدین کے درمیان کتاب کا ہندی ایڈیشن تقسیم کیا جائے، مسلمانوں کے اہل خیر کو یہ کام اس وقت کرنا چاہئے وقت کا حکم مطلق یہی ہے، بہترین حکمت عملی یہی ہے، گرداب بلا سے ابھرنے کی صورت یہی ہے۔ دہلی کے مکتبہ اسلامی نے بھی اس موضوع پر کتاب شائع کی ہے اس کے ہندی اور انگریزی ترجمہ کی ضرورت ہے تحقیقات و نشریات اسلامی ندوۃ العلماء نے مولانا عبدالسلام ندوی کی کتاب مثالی حکمران کا انگریزی ترجمہ آئیڈیل رولز کے نام سے شائع کیا ہے اس کتاب کو بھی برادران وطن تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔

# میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے!

فراخی کے ساتھ دیتا ہی چلا جاتا ہے۔  
لہذا اس مبارک رات کو انفرادی  
عبادت میں گزارا جائے اس طرح  
نمازیں پڑھی جائیں، قرآن کی تلاوت  
کی جائے مغفرت چاہی جائے اور اللہ  
تعالیٰ سے از سر نو پیمان وفا  
باندھا جائے۔ جن کی فرض نمازیں باقی  
ہیں انہیں اس رات نفل نمازوں میں  
مشغول ہونے کی بجائے فرض نمازوں  
کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس  
رات کے آخری حصہ میں مردوں کے  
لئے قبرستان جا کر دعائے مغفرت کی  
جائے۔ بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ  
پندرہویں شعبان کا روزہ مستحب ہے  
اس لیے اس دن روزہ بھی رکھے اس  
کے ساتھ ۱۳/۱۳ تاریخوں کو شامل کر  
لے تو بہتر ہے۔

احادیث سے ماہ شعبان کے جو  
خصوصی اعمال ثابت ہیں وہ یہی ہیں۔  
اس کے علاوہ جن بہت سی باتوں کا  
اہتمام کرتے ہیں شریعت میں ان کی  
کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بندہ مومن کا  
کام یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ بھی  
کے احکام کو بس سمجھے اور باقی کو ہوس۔

☆☆☆

اس رات خدا کی رحمت و مغفرت کا  
مستحق بنا رہے ہیں یا نہیں؟ کہیں ایسا تو  
نہیں کہ ہمارا نام بھی ان لوگوں کی  
فہرست میں ہو جو اس مبارک رات میں  
بھی خدا کی بخشش عام سے محروم رہتے  
ہیں، اگر ایسا ہے تو ہم فوراً گناہوں سے  
توبہ کریں اور والدین، رشتہ داروں اور  
دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں جلدی  
کریں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس  
کریں۔

یقیناً یہ رات رحمتوں، برکتوں اور  
مغفرتوں کی رات ہے، یہ وہ رات ہے  
جس میں خود خدائی دینے اور نچھاور  
کرنے پر آتی ہے، اس رات میں مانگے  
والا ہاتھ تو تھک سکتا ہے مگر دینے والا  
ہاتھ بغیر کسی ادنیٰ تھکاوٹ کے پوری

شعبان کی پندرہویں شب کو عرف  
عام میں شب برأت (براءت کی  
رات) کہتے ہیں۔ اس رات میں اللہ  
تعالیٰ کی مغفرت و رحمت کا سلسلہ سر  
شام ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور صبح  
تک جاری رہتا ہے اور بے شمار  
گناہگاروں کو بخش دیا جاتا ہے، مگر اس  
رات میں کاہن، جادوگر، شرابی،  
والدین کا نافرمان، زانی، حاسد، رشتے  
ٹوڑنے والا اور ٹخنے سے نیچا کپڑا  
لٹکانے والا خدا کی بخشش عام سے محروم  
رہتا ہے، ہاں اگر یہ لوگ اپنے ان  
گناہوں سے توبہ کر لیں تو محروم نہیں  
رہیں گے اور خدا کی رحمت و مغفرت  
انہیں اپنی آغوش میں لے لے گی۔ اب  
دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم لوگ اپنے آپ کو

# हमारी हिन्दी पुस्तकें

किताब का नाम	लेखक	मूल्य
मन्सबे पैगम्बरी	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	100.00
नबियों के किस्से १, २	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	120.00
नबी-ए-रहमत	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	250.00
दस्तूरे हयात (जीवन का पथ-प्रदर्शक)	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	70.00
सभ्यता और संस्कृति पर इस्लाम की.....	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	70.00
भारतीय मुसलमान एक दृष्टि में	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	80.00
मदीने की डगर	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	70.00
मानवता का संदेश	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	50.00
मानवता का स्तर	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	50.00
जग के मोहसिन	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
अच्छे-अच्छे नाम अल्लाह के	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	25.00
इस्लाम मुकम्मल दीन मुस्तकिल.....	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
निशाने राह	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
नारी की प्रतिष्ठा और उसके.....	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
हिन्दुस्तानी मुसलमानों से साफ.....	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
इस्लाम एक परिचय	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	40.00
नौजवानों के नाम	मौलाना सैय्यद अबुल हसन अली हसनी नदवी	10.00
इस्लाम क्या है?	मौलाना मनजूर नोगानी	60.00
आदर्श शासक	मौलाना अब्दुस्सलाम किदवाई नदवी	35.00
तूफान से साहिल तक	मोहम्मद असद	50.00
समान सिविल कोड	मौलाना सैय्यद मोहम्मद राबे हसनी नदवी	10.00
मुहम्मद सल्लल्लाहु अलैहि वसल्लम	मौलाना सैय्यद मोहम्मद राबे हसनी नदवी	250.00
तोहफ-ए-रमज़ान	मौलाना सैय्यद मोहम्मद राबे हसनी नदवी	40.00
हमारे हुजूर	अमतुल्लाह तसनीम	20.00
इस्लाम और इस्लामी.....	मौलाना इलियास नदवी भटकली	35.00
सीरत सुलतान टीपू शहीद	मौलाना इलियास नदवी भटकली	220.00
<b>Total</b>		<b>1705.00</b>
<b>Rate After Disc &amp; Includign Postal Charges</b>		<b>900.00</b>

**मजलिस तहकीक़ात व नशरियाते इस्लाम**

पो० ब० न०: 93- नदवा कैम्पस नदवतुलउलमा, लखनऊ

फोन न० : 0522.2741539

मोबाइल न० : 9889378176

इ-मेल : [airpnadwa@gmail.com](mailto:airpnadwa@gmail.com)